مسئلہ ضبطِ ولادت

تصنیف

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی

صُفّہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار- لاہور فون :7324210

Marfat.com

مسئلہ ضبطِ ولادت

تصنیف

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی

صُفّہ پبلی کیشنز
اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار - لاہور - فون :7324210

Marfat.com

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
صدق اللہ العظیم

جملہ حقوق محفوظ ہیں

98223

نام کتاب : ـــــ مسئلہ ضبطِ ولادت

مُصنف : ـــــ حضرت شاہ ابُوالحسن زید فاروقی

باہتمام : ـــــ عمر حیات قادری

ناشر : ـــــ صُفّہ پبلی کیشنز۔ لاہور

تعداد : ـــــ گیارہ سو

قیمت : ـــــ 30 روپے

ملنے کے پتے :

○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ مکتبہ نبویّہ ○ پروگریسو بکس
○ مکتبہ قادریہ ○ مُسلم کتابوی ○ مکتبہ جمالِ کرم
○ رضا ورائٹی ہاؤس ○ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز ○ اِسلام بک ڈپو
○ [illegible] ○ دربار مارکیٹ۔ گنج بخش روڈ ○ لاہور
○ گلیکسی بک سنٹر ○ 491- طفیل روڈ صدر ○ لاہور کینٹ

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
رسالہ کے ماخذ	۴	تتمہ (مسئلہ کی مزید تشریح)	
دوسری طباعت کا مقدمہ	۶	امام ابوحنیفہ کا استدلال آیت سے	
عارضی صورتیں	۸	مخالفین کے استدلال اور ان کا جواب	
دائمی صورت	۱۲	چھٹی صدی کے اکابر کا قول	
اختصاء	۱۲	امام طحاوی کا بیان	
تغییر خلق اللہ	۱۳	شاہ عبدالعزیز کا بیان	
تعقیم	۱۵	عزل شامل ہے اسقاط وغیرہ کو	
نسبندی اور عمل جراحی کا حکم		اعذار شرعیہ	
ملاحظات۔ ا۔ مسئلہ استنباطی ہے		قاضی خان و بزازیہ میں عزل نسائی کا بیان	
۲۔ قطعی اور ظنی کا حکم		ابن حجر کا اصولی بیان	
۳۔ علماء کا کام اور عوام کا کام		علمائے احناف نے کس طرح مسئلہ حل کیا ہے	
۴۔ کیا ضبط ولادت کی گنجائش نہیں ہے		امام شافعیؒ کا استدلال آیت سے	
۵۔ محل فکر		حضرت عمرو بن العاص کی نصیحت	
۶۔ لاتقتلوا اولادکم کا بیان		لمحہ فکر: مسئلہ میں غیر مسلم کا قول ہی کیا	
۷۔ مسائل کا جواب فقہ سے دیا جائے		امام غزالیؒ کے مضمون کا ترجمہ	
حرف آخر		رسالہ کے متعلق اہل علم کی آراء	

Marfat.com

رسالہ کے مآخذ

شمار	کتاب کا نام دجلد اور صفحہ	مطبع کا نام	مصنف کا نام	سنہ وفات
۱	شرح معانی الآثار ج ۲ص ۸،	مصطفائی دہلی	امام ابو جعفر طحاوی	۳۲۱
۲	احکام القرآن ج ۱ص ۱۶۴	بہیہ مصر	امام ابو بکر جصاص رازی	۳۷۰
۳	بدائع الصنائع ج ۲ص ۳۳۴	جمالیہ "	امام ابو بکر کاسانی	۵۸۷
۴	فتاویٰ عالمگیری ج ۱ص ۳۵۷	میمنیہ "	اورنگ زیب عالمگیر نے لکھوائی	
۵	فتاویٰ قاضی خان ج ۳ص ۴۴۶	" "	امام فخر الدین قاضی خان	۵۹۲
۶	فتاویٰ بزازیہ ج ۶ص ۳۶۳	" "	امام حافظ الدین بزاز	۸۲۷
۷	تبیین الحقائق ج ۲ص ۱۶۶	امیریہ "	امام فخر الدین زیلعی	۸۴۳
۸	فتح القدیر ج ۲، ص ۴۹۴	تجاریہ "	امام کمال الدین بن الہمام	۸۶۱
۹	البحر الرائق ج ۳، ص ۲۰۰	دار الکتب العربیہ	علامہ ابن نجیم	۹۷۰
۱۰	النہر دالمنحۃ " "	" "	برادر ابن نجیم	
۱۱	مرقات المفاتیح ج ۳ص ۴۴۱	عکسی از مصر	علامہ علی القاری	۱۰۱۴
۱۲	الدر المختار		علامہ محمد حصکفی	۱۰۸۸
۱۳	فتح اللہ المعین ج ۲ ص ۸۰	مویلحی مصر	علامہ محمد ابو السعود تالیف ۱۱۵۵	
۱۴	الطحطاوی علی الدر ج ۲ص ۷۶	عامرہ "	علامہ احمد طحطاوی تالیف ۱۲۳۳	
۱۵	فتح العزیز از پارہ عم ص ۶۱	مجتبائی دہلی	شاہ عبد العزیز	۱۲۳۸
۱۶	رد المحتار ج ۲، ص ۴۱۲	دار الکتب العربیہ	علامہ محمد امین ابن عابدین	۱۲۵۲

ے فتاویٰ قاضی خان و بزازیہ برحاشی عالمگیری ے المنحہ برحاشی البحر

Marfat.com

شمار	کتاب کا نام و جلد اور صفحہ	مطبع کا نام	مصنف کا نام	سنہ وفات
۱۷	احیاء العلوم ج ۲ ص ۴۷	عیسی بابی	حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	۵۰۵
۱۸	النہایہ فی غریب الحدیث ج ۴ ص ۲۴۲	عثمانیہ مصر	امام مبارک بن اثیر جزری	۶۰۶
۱۹	زاد المعاد ج ۹، ص ۲۷۱	میمنیہ مصر	امام شمس الدین بن قیم	۷۵۱
۲۰	فتح الباری ج ۹، ص ۲۷۱	میریہ مصر	حافظ احمد بن حجر عسقلانی	۸۵۲
۲۱	النجوم الزاہرہ ج ۱، ص ۷۳	دار الکتب	امیر جمال الدین یوسف	

یہ اکیس مستند کتابیں ہیں۔ ابتدا کی سولہ کتابیں علمائے احناف کی ہیں اگر کہا جائے کہ حنفی فقہ کا مدار اب ان کتابوں پر ہے بیجا نہ ہوگا۔ باقی پانچ کتابیں شوافع کی ہیں چھٹی صدی سے حنفیہ اور شوافع کا مسلک اس مسئلہ میں ایک ہے۔ ان کتابوں کے علاوہ مشکات اشعۃ اللمعات شرح مشکات۔ عینی شرح بخاری۔ مکتوبات حضرت مجدد اور تفاسیر شریفہ سے فوائد لئے ہیں۔ نفس مسئلہ کے متعلق جلد اور صفحہ کا بیان کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کسی دوسرے مقام سے یا کسی دوسری کتاب سے اخذ کیا ہے اس کا بیان صفحہ کے ذیل میں کر دیا ہے۔

فَکُلُّ مَا فِیْہَا مِنَ الْحُسْنِ وَالْکَمَالِ وَالسَّدَادِ فَہُوَ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَکَرَمِہٖ وَاِحْسَانِہٖ مِمَّا قَالَہُ اَہْلُ الْفَضْلِ وَالْکَمَالِ وَالرَّشَادِ

خاکِ پائے رہ روانِ کاملم — خوشہ چینِ خرمنِ اہلِ دلم

Marfat.com

مقدمۂ طباعتِ دوم

"مسئلہ ضبط ولادت" شائع ہوا۔ اشاعت کا مقصد مسئلہ کی فقہی توضیح اور تنقیح تھی۔ نہ کسی منصوبہ بندی سے بفضل اللہ واحسانہ تعلق تھا اور نہ کسی کی تائید یا تردید مدِ نظر تھی۔ رسالے کی اشاعت پر کچھ غیر علمی مضامین شائع ہوئے بلا وجہ کی بدگمانیاں کی گئی ہیں تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنِّیْ وَعَنْھُمْ۔ اور بعض اہل علم نے عالمانہ انداز میں تنقیدیں کی ہیں۔ وَفَّقَنِیَ اللّٰہُ وَاِیَّاھُمْ لِمَرْضَاتِہٖ۔

رسالے کی اشاعت کے بعد عزل اور ملحقاتِ عزل کے متعلق بعض اکابر کا کلام نظر سے گزرا اور محترمانِ گرامی مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی صدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے تفسیر "فتح العزیز" کی طرف اور مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی نے "احکام القرآن" اور "النجوم الزاہرہ" کی طرف متوجہ کیا۔ جزاہما اللہ خیر الجزاء۔ لہٰذا خواہش پیدا ہوئی کہ مسئلہ کی مزید توضیح کردی جائے۔ چنانچہ رسالے کے اختتام پر یہ توضیح تتمہ کے عنوان سے ناظرین مطالعہ فرمائیں۔

رسالہ کے ملاحظات میں امام غزالی کے ایک نفیس مضمون کا خلاصہ لکھا گیا ہے۔ اس عاجز کو علم ہوا کہ جناب مولانا قاضی سجاد حسین صاحب، مدرس مدرسۂ عالیہ فتحپوری نے اس مضمون کا ترجمہ کیا ہے۔ آپ سے اس کا تذکرہ آیا۔ آپ نے وہ مضمون رسالہ میں شامل کرنے کے واسطے دیا۔ جزاہ اللہ خیرا۔ تتمہ کے بعد ناظرین اس کو ملاحظہ فرمائیں گے۔

ھٰذَا وَاِنِّیْ مُعْتَرِفٌ بِقُصُوْرِ الْبَاعِ۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔

پنجشنبہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ ۲۷ فروری ۱۹۶۹ء

Marfat.com

سوال :-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرح متین اس مسئلہ میں کہ ضبطِ ولادت (برتھ کنٹرول) کے لیے بہ رضا ورغبت اور بوجہ ضرورت مانع حمل تدابیر اور اَدْوِیہ کا استعمال از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں۔ جائز ہے تو کن حدود میں اور ناجائز ہے تو کہاں تک۔ یا قطعاً جائز نہیں ہے؟

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اسلام میں ضبط ولادت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اکثر علماء اعلام نے واضح الفاظ میں ضرورت کی وجہ سے ضبط تولید اور مانع حمل تدابیر وادویہ کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے۔ صورت مذکورہ میں یہ مسئلہ اختلافی بن گیا ہے۔ اسی لئے تا حال تشنۂ جواب اور قابلِ وضاحت ہے۔

مسلم عوام چاہتے ہیں کہ انھیں جائز اور صحیح حکم سے مطلع کیا جائے۔ ہمارے علماء دین نے متعدد شخصی وانفرادی ضروریات کے علاوہ فسادِ زمانہ اور ضرورتِ وقت کو بھی ضبط تولید کے لیے ایک معقول وجہ اور ضرورت قرار دیا ہے۔ کیا خاندانی منصوبہ بندی (فیملی پلاننگ) کی اسکیم کو فسادِ زمانہ اور ضرورتِ وقت کے تحت ایک مفید اسکیم مانتے ہوئے اس ضمن میں عوام کو ضبطِ ولادت کی اجازت از روئے شرع دی جاسکتی ہے۔ خاص کر ایسی صورت میں کہ وہ کسی جبر واکراہ کے بغیر اپنی خوشی اور اپنی ضرورت سے اس کے لیے آمادہ ہوں۔ براہ کرم جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

المستفتی خادم العلماء۔ سید نظام الدین احمد کاظمی۔

جواب :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

فیملی پلاننگ یا خاندانی منصوبہ بندی کی اسکیم کا تعلق ملک کی سیاست اور مصلحت سے ہے۔ اس زمانے میں اس کو رفاہی حکومت کی اصلاحات کا ایک اہم جز خیال کیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج کل کی اصطلاح میں اس مسئلہ کو معیشت اور معاشرت میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ایسے جدید

Marfat.com

سیاسی و اجتماعی مسائل میں اس عاجز جیسے گوشہ نشین شخص کے لیے اظہار رائے کرنا دشوار ہے لہذا اس سلسلے میں اُن علمار کرام کی طرف رجوع کیا جائے جو ایسی اسکیموں اور تحریکوں کی غرض اور غایت کو سمجھتے ہیں۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ۔ ہر کام کے لیے الگ افراد ہیں۔ جو کام جس کا ہے وہی وہ کام کر سکتا ہے۔ ایسے سیاسی اور اجتماعی مسائل میں یہ عاجز خود ان حضرات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان کی رائے سے اتفاق کرتا ہے۔ کیوں کہ مقصد اور غرض اور حالت کے بدلنے سے احکام میں تبدیلی آجاتی ہے۔

البتہ ضبط ولادت کے مسئلہ کا تعلق فقہ سے ہے۔ اگرچہ اس نام سے اس مسئلہ کا ذکر کتابوں میں نہیں آیا ہے۔ کیونکہ یہ نام نیا ہے۔ نیا نام رکھنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ علمار کرام نے فرمایا ہے لَامُشَاحَّةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ۔ جدید اصطلاح اور نئے نام رکھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

ضبط تولید کے سلسلے میں آج کل جن صورتوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن میں سے بعض کا ذکر فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور بعض کے متعلق اس دور کے علمار کرام نے تحقیقات کی ہیں۔ یہ عاجز علمارِ قدیم اور جدید کے اقوال کو نقل کر کے مسئلہ کو تفصیل سے بیان کرتا ہے۔ کسی سے مناقشہ اور مباحثہ مقصود نہیں۔ مسئلہ کو شرعی نقطہ نظر سے بیان کرنا غرض ہے۔ تاکہ عوام الناس کو صحیح طور پر مسئلہ معلوم ہو جائے اور ان دنوں جو پریشانی پائی جاتی ہے وہ رفع ہو۔ فَيَقُوْلُ الْعَاجِزُ مُسْتَعِيْنًا بِاللّٰهِ وَ مُسْتَمِدًّا مِنْهُ الْهِدَايَةَ فَاِنَّهٗ هُوَ الْهَادِيْ۔

حکومت ہند نے ایک رسالہ چھاپا ہے۔ اس کا نام "خاندانی منصوبہ بندی" ہے۔ اس رسالہ میں اُن تمام صورتوں کا ذکر ہے جو ضبط ولادت کے سلسلے میں رائج ہیں۔ ان میں سے سات صورتیں عارضی اور ایک صورت دائمی بیان کی گئی ہے۔ پہلے عارضی صورتوں کا بیان اور پھر دائمی صورت کا بیان کیا جاتا ہے۔

عارضی صورتیں

عارضی صورتوں میں پہلی صورت "نرودھ" کی ہے یہ پتلے ربر کا غلاف ہے اور مرد اس کو استعمال کرتا ہے۔ یہ عزل کا کام انجام دیتا ہے۔

دوسری صورت عزل کی ہے اور اس کا بیان بالکل صحیح اور ثابت احادیث میں آیا ہے جو بخاری، مسلم اور سنن اور مجامیع اور مسانید میں موجود ہیں۔ چاروں اماموں نے عزل کرنے کو

Marfat.com

جائز کہا ہے حجۃ الاسلام امام غزالی نے احیاء العلوم میں اور علامہ ابن قیم شمس الدین محمد الجوزیہ نے زادالمعاد فی ھدی خیر العباد" (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بہت تفصیل سے اس مسئلہ کو بیان کیا ہے۔

علامہ ابن قیم نے ان سب صحیح اور ثابت احادیث شریفہ کو لکھا ہے جن سے عزل کی اباحت اور جواز ثابت ہوتا ہے۔ پھر انھوں نے لکھا ہے کہ ایک جماعت نے عزل کو حرام کہا ہے۔ کیوں کہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کو "ذالک الوأد الخفی" فرمایا ہے۔ یعنی عزل کرنا ڈھکا چھپا "واد" ہے۔ (زندہ بچے کا دفن کرنا) اور عبداللہ بن مسعود نے عزل کو الموؤدۃ الصغریٰ کہا ہے یعنی چھوٹا واد۔ اس کے بعد ابن قیم نے لکھا ہے کہ حدیث شریف کی اس روایت اور ابن مسعود کے اس قول کو ان احادیث شریفہ کی مقابلہ میں نہیں لایا جا سکتا جن سے عزل کی اباحت ثابت ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ایک لونڈی ہے اور میں عزل کرتا ہوں اور یہود کہتے ہیں کہ عزل موؤدۂ صغریٰ ہے (چھوٹا زندہ درگور کرنا) آپ نے فرمایا۔ یہود نے جھوٹ کہا ہے۔ اگر اللہ کا ارادہ بچے کے پیدا کرنے کا ہو تو اس کو تو روک نہیں سکتا۔ یہ صحیح حدیث ہے اور اس میں آپ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ یہود کا عزل کو چھوٹا زندہ درگور کہنا غلط ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت اور اس حدیث میں بظاہر اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ وہاں آپ نے خود عزل کو ایک طرح کا وادِ خفی بتایا ہے اور یہاں موؤدۂ صغریٰ کہنے کو غلط قرار دیا ہے اس سلسلہ میں امام غزالی نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں وادِ خفی کا استعمال شرک خفی کے استعمال کی طرح ہوا ہے جو کہ کراہت کے اظہار کے لئے ہے۔ اور کراہت کا اظہار تحریم اور تنزیہ اور ترک فضیلت کے مواقع پر ہوا کرتا ہے یعنی اس کام میں حرمت ہے یا اس کا نہ کرنا بہتر ہے یا اس کے کرنے سے فضیلت رہ جاتی ہے صحیح مسلم کی روایت سے یہی تیسری صورت مراد ہے کہ عزل کرنے سے فضیلت چھٹتی ہے۔ اولیٰ کام رہ جاتا ہے۔

علامہ ابن قیم اور المحقق علی الاطلاق علامہ کمال بن الہمام اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت سعد اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بیٹھے تھے۔ عزل کا ذکر ہوا۔ ان حضرات نے کہا لا باس بہ۔ اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

Marfat.com

ایک شخص نے کہا لوگ اس کو موؤدۂ صغریٰ کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ جب تک حمل پر سات اطوار نہ گزریں وہ موؤدۃ نہیں ہے۔ پھر آپ نے سورۂ مومنون کی آیت ۱۲۔۱۳۔۱۴ کے مضمون کو بیان کیا کہ پہلے سُلَالَۃ پھر نُطْفَۃ پھر عَلَقَۃ پھر مُضْغَۃ پھر لَحْمًا پھر خَلْقًا آخَر۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ تم نے ٹھیک بات کہی ہے اللہ تمھاری حیات بڑھائے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے ثابت کیا کہ زندہ دفن کرنا اس وقت ہوتا ہے کہ جب حمل پر سات اطوار گزر جائیں اللہ تعالیٰ نے تمام اطوار کا بیان کیا ہے۔ ہر طور کا الگ نام لیا ہے کہ پہلے مٹی کا ست ہو پھر قطرہ ہو۔ پھر خون کا لوتھڑا ہو۔ پھر گوشت کی بوٹی ہو۔ پھر ہڈیاں ہوں۔ پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھے اور پھر ایک دوسری مخلوق اور پیدائش ہو۔ جب اللہ نے ہر طور کا الگ نام لیا ہے تو قطرہ کو موؤدۃ کہنا درست نہیں۔

حضرت علیؓ کے بیان کی صحابہ نے تائید کی اور آپ ہی کے بیان کے پیش نظر ہمارے فقہا نے بہ اتفاق لکھا ہے کہ کسی شدید ضرورت کی وجہ سے ایک سو بیس دن تک کا حمل ساقط کرانا جائز ہے۔ کیونکہ وہ مُؤودۃ نہیں ہے۔

عزل کو چاروں اماموں نے جائز کہا ہے۔ البتہ ایک حدیث شریف کی وجہ سے یہ شرط رکھی ہے کہ عزل کرتے وقت بیوی سے اجازت لے لی جائے یعنی نطفہ کی تضیع پر بیوی رضامند ہو۔ اگر وہ رضامند نہیں ہے تو عزل کرنا جائز نہیں۔ قاضی خاں اور علامہ ابن ہمام نے فسادِ زمان کی وجہ سے بیوی کی رضامندی حاصل کرنے کی شرط کو ہٹا دیا ہے۔ قاضی خان نے لکھا ہے۔ وَاِذَا عَزَلَ الرَّجلُ عَن امْرَأتِہٖ بِغَیْرِ اَمْرِھَا ذَکَرَ فِی الْکِتَابِ اَنَّہٗ لَایُبَاحُ قَالُوْا فِیْ زَمَنِنَا یُبَاحُ لِسُوْءِ الزَّمَانِ۔ اور ابن ہمام نے لکھا ہے۔ وفی الفتاویٰ اِنْ خَافَ — مِنَ الْوَلَدِ السُّوْءِ فِی الْحُرَّۃِ یَسَعُہُ الْعَزْلُ بِغَیْرِ رِضَاھَا لِفَسَادِ الزَّمَانِ فلیعتبرُ مِثْلُہٗ مِنَ الْاَعْذَارِ مُسْقِطًا لِاِذْنِھَا۔ یعنی اگر بچے کے ناخلف اور خراب ہونے کا کھٹکا ہو۔ تو بیوی کی رضامندی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ زمانہ بگڑ چکا ہے بیوی کی رضامندی کے بغیر بھی وہ عزل کر سکتا ہے۔ بیوی کی رضامندی کی شرط کو ساقط کرنے کے لئے اس قسم کے اعذار کو اعتبار دینا چاہیے۔ جو بات قاضی خان اور ابن ہمام نے فتاویٰ سے نقل کی ہے بڑی وجیہ ہے۔

Marfat.com

بعد کے اکابر نے اسی قول کو لیا ہے وَبِہٖ جَزَمَ الْقُھُسْتَانِی اَیْضًا حَیْثُ قَالَ وَھٰذَا اِذَا لَمْ یَخَفْ عَلَی الْوَلَدِ السُّوْءَ لِفَسَادِ الزَّمَانِ وَاِلَّا فَیَجُوْزُ بِلَا اِذْنِھَا (الدر المختار)

ان حضرات نے زمانہ بگڑنے کی جو وجہ بیان کی ہے بہت ہی عمدہ اور اس قابل ہے کہ ہمیشہ اس پر نظر رکھی جائے۔ سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفیق کا جن کو اللہ نے علم لدنی عنایت کیا تھا واقعہ مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ کے رفیق نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا۔ حضرت نے کہا اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّۃً بِغَیْرِ نَفْسٍ۔ ارے تم نے بن بدلے کسی جان کے ایک پاک جان مار ڈالی انھوں نے جواب دیا کَانَ اَبَوَاہُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَا اَنْ یُّرْھِقَھُمَا طُغْیَانًا وَّکُفْرًا۔ اس کے ماں باپ ایمان والے تھے۔ ہم کو کھٹکا اور ڈر ہوا کہ وہ (بڑا ہو کر) سرکشی اور کفر کر کے ان دونوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔ الخ۔ یعنی اس کے ماں باپ کہیں اس کی محبت میں اندھے ہو کر اس کے ساتھ کافر نہ ہو جائیں اور ایمان کی دولت نہ کھو بیٹھیں۔ ہمارے ائمہ اور اکابر کو اللہ تعالیٰ اجر کثیر دے کن باریکیوں پر ان کی نظر جاتی ہے اور کس طرح امتِ مرحومہ کے واسطے سہولتیں نکالتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق نے اللہ کے حکم سے اس لڑکے کو قتل کیا۔ ان کے واقعہ سے ہم کو سبق ملا کہ اگر حالات بگڑ گئے ہیں اور زمانہ خراب ہو گیا ہے اور اولاد کے ناخلف ہونے کا ڈر ہے تو عورت کی رضامندی کو بھی نہ دیکھو۔ تم عزل کر سکتے ہو تاکہ اولاد نہ ہو۔

ابن ہمام نے (اس قسم کے اعذار) لکھا ہے۔ ابن عابدین نے بطور مثال دو صورتیں لکھی ہیں کہ میاں بیوی کسی بڑے سفر کی حالت میں یا دار حرب میں ہوں۔

ابن عابدین۔ طحطاوی اور ابو السعود نے لکھا ہے کہ عورت کو بھی جائز ہے کہ شوہر کی رضامندی کے بغیر اپنے رحم کے منہ کو بند کرا دے جیسا کہ عورتیں کراتی ہیں تاکہ حمل قرار نہ پکڑے اور اولاد نہ ہو۔ رحم کا منہ بند کرانے کی صورت (خاندانی منصوبہ بندی) میں ذکر شدہ چوتھی، پانچویں، چھٹی صورت

ﮯ فائدہ:۔ اسی قصے میں دیوار کے واقعہ کا بھی ذکر ہے کہ صاحب علم لدنی نے بلا اجرت کے دیوار کی اصلاح کی۔ کیوں کہ اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا مال تھا اور ان کے حقیقی باپ یا ان کے دسویں باپ نیک تھے۔ اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ سادات کرام اور صلحاء کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ فَفِی الْاٰیَۃِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّ صَلَاحَ الْاٰبَاءِ یُفِیْدُ الْعِنَایَۃَ بِالْاَبْنَاءِ۔ ع مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست۔

Marfat.com

کو شامل ہے۔ تیسری صورت محفوظ زمانہ کی رعایت کرنی ہے۔ یعنی ایسے ایام کی مراعات کہ جن میں حمل قرار نہیں پاتا۔ اور ساتویں صورت گولی اور دوا کا استعمال ہے تاکہ حمل نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں کا اختیار کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ دوا کے استعمال کرنے میں واقف کار طبیب سے مشورہ لینا چاہیے تاکہ نقصان اور تکلیف نہ ہو۔

جو کچھ بیان ہوا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عارضی صورتوں کا اختیار کرنا بلا کسی کراہت کے جائز ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کی رضامندی سے کرے تو متقدمین اور متاخرین کے نزدیک بغیر کسی کراہت کے جائز ہے اور اگر خاوند بغیر بیوی کی رضامندی کے یا بیوی بلا اجازت اپنے خاوند کے ان صورتوں کو اختیار کرے تو متاخرین کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے کیوں کہ زمانہ بگڑ گیا ہے اور خطرہ ہے کہ اولاد ناخلف اور ناکارہ نہ ہو جائے۔

دائمی صورت دائمی صورت مرد کے واسطے نسبندی اور عورت کے واسطے عمل جراحی ہے۔ یہ نئی صورت ہے۔ کتاب و سنّت اور ائمہ کے اقوال میں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں ہے۔ اس دور کے علماء اس مسئلہ کو کسی ایسے مسئلہ پر قیاس کریں گے جس کا حکم شریعت میں موجود ہو۔ علمائے کرام کے اس عمل کو استنباط اور استخراج کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علمائے کرام نے اپنے کام اور خدمت کی بجاآوری میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ اس عاجز کی نظر سے اس وقت تک ان حضرات کے تین اقوال گزرے ہیں جو تفصیل کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلا قول اختصار کا بعض افراد نے کہا ہے کہ نسبندی اپنے عمل کے لحاظ سے اختصار کے مترادف ہے جو کام اختصار کا ہے وہی اس میں ہے۔ اولاد دونوں صورتوں میں نہیں ہوتی ہے۔ ان افراد کے قول کی تائید اس بناء پر نہیں کی جا سکتی کہ اختصار میں خصیہ کو نکالا جاتا ہے۔ جو شخص خصی یعنی آختہ ہوتا ہے وہ مباشرت اور ہمبستری نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص نسبندی کراتا ہے اس کی یہ حالت نہیں ہوتی ہے۔ اس میں قوّت مردمی پوری طرح رہتی ہے۔ بیوی سے اس کے تعلقات بدستور قائم رہتے ہیں۔ وہ اپنے بدن کا کوئی حصہ نہیں کٹواتا بلکہ مثانہ کے پاس ایک خاص نس کو مخصوص قسم کے عمل جراحی سے ماؤف اور معطل کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

وہ مادہ جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے آنا رک جاتا ہے اور اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت جاتی رہتی ہے۔ خصی کرانے سے نہ صرف یہ مادہ زائل ہوتا ہے بلکہ قوت مردی کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے۔ اندریں صورت نسبندی کو خصی کرانے پر قیاس اور حمل کرنا مناسب نہیں۔ ان میں بڑا فرق ہے۔

دوسرا قول تغییر خلق اللہ کا

بعض افراد کا خیال ہے کہ نسبندی میں اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے جسم کو بدلا جاتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔[1] وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ اور شیطان نے کہا۔ البتہ میں اپنا ٹھہرایا ہوا حصہ تیرے بندوں سے لوں گا اور میں ان کو بہکاؤں گا اور ان کو لالچ دوں گا اور ان کو حکم دوں گا کہ وہ جانوروں کے کان چیریں اور ان کو ورغلاؤں گا کہ وہ خلق اللہ کو بدلیں۔ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے ان اعمال کا ذکر کیا ہے جن کو عرب کے مشرک اپنے بتوں اور باطل معبودوں کی رضامندی کے لیے کیا کرتے تھے۔ وہ کسی جانور کا کان چیر دیا کرتے تھے اور کسی پر داغ یا کوئی دوسری نشانی لگا دیا کرتے تھے تاکہ یہ جانور دور سے پہچان لیے جائیں کہ یہ مورتیوں کے نام پر چھوڑے گئے ہیں۔ اور کوئی شخص ان کو نہ چھیڑے۔ اُن سے کوئی کام نہ لے مشرکوں نے شیطان کے ورغلانے سے خلق اللہ کو بدلا۔

خلق اللہ کو بدلنے سے کیا مراد ہے۔ اس کے بیان میں اکابر کا اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے خلق کو تخلیق کے معنی میں لیا ہے جو کہ آفرینش اور ساخت ہے۔ یعنی شیطان کے ورغلانے سے وہ جانوروں کے کان چیریں گے اور اللہ کے بنائے ہوئے جسم کو بدلیں گے۔ اس جماعت نے کان کے چیرنے کی مناسبت سے خلق اللہ کے معنی جسم کے بدلنے کے لیے ہیں امام مجاہد۔ ابراہیم ضحاک اور سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ تغییر خلق اللہ سے مراد دین قیم کا بدلنا ہے۔ کیوں کہ سورۂ روم کی آیت تیس ۳۰ میں صاف طور پر یہی معنی مراد ہیں۔ اللہ نے کہا ہے۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ

---

[1] سورہ نساء آیت ۱۱۸ و ۱۱۹۔

Marfat.com

الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ دین کی طرف اپنے منہ کو ایک طرف کا ہو کر سیدھا رکھ۔ اللہ کی وہ تراش (بناوٹ) ہے جس پر اس نے لوگوں کو تراشا ہے۔ اللہ کے بنائے ہوئے میں رد و بدل نہیں۔ یہی سیدھا دین (درست) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔۔۔ ان حضرات کے نزدیک پہلی آیت کا ترجمہ اسی طرح پر ہوا "(شیطان نے کہا) میں ان کو ورغلاؤں گا کہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے دین قیّم کو بدلیں"۔ نسبندی کو تغیر خلق اللہ میں شامل کرنے والوں نے پہلی جماعت کے قول کو لیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نسبندی کرانے والا اللہ کی بناوٹ اور اس کے پیدا کئے ہوئے جسم کو بدل رہا ہے اور یہ فعل ناجائز و حرام ہے لہٰذا نسبندی کرانی مکروہ تحریمی ہے۔

ان افراد کے استدلال اور دعوئی میں کلام ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جس تفسیر اور بیان کو ان افراد نے لیا ہے وہ دو قولوں میں سے ایک قول ہے اختلاف پیدا ہوجانے کی صورت میں یقین کا درجہ باقی نہیں رہتا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس آیت میں اس تبدیلی کی برائی کا بیان ہے جو شیطان کے ورغلانے سے کی جاتی ہے۔ ہر تبدیلی کو برا نہیں کہا گیا ہے۔ نسبندی میں جسم کا کوئی حصہ کاٹا نہیں جاتا۔ ختنہ میں ایک حصہ کو کاٹا جاتا ہے اور جسم کی ساخت میں تبدیلی واقع ہو رہی ہے۔ باوجود اس کے ختنہ کرانا برا نہیں ہے۔ بلکہ بہتر ہے کیوں کہ شیطان کی رضامندی کے لیے یہ کام نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ اس کام میں رحمان کی رضامندی مطلوب ہے۔ عورت اپنے کان اور ناک میں چھید کراتی ہے۔ اس کا مقصد اپنے حسن کا بڑھانا ہے۔ اس لیے شریعت نے اس کو اجازت دی ہے۔ ابن عابدین نے لکھا ہے۔ صُوْرَةُ الْمُشَابَهَةِ فِيْمَا تَعَلَّقَ بِهٖ صَلَاحُ الْعِبَادِ لَا يُضَرُّ۔ جس کام میں اللہ کے بندوں کا بھلا ہو اگر مشابہت کی صورت پیدا ہو جائے نقصان دہ اور مضرت رساں نہیں ہے۔ بندگان خدا کے فائدہ کے لیے حیوان کے خصی کرانے کو علمائے کرام نے جائز قرار دیا ہے۔ کیوں کہ حیوان کے خصی کرانے سے گوشت لذیذ ہو جاتا ہے۔

یہ عاجز کہتا ہے۔ ریوڑ پالنے والے اپنے جانوروں پر کسی قسم کا نشان ڈالتے ہیں۔ کوئی جانور کے کان کا سرا کوئی کسی طرف سے کوئی حصہ کاٹ دیتا ہے کوئی کان کو چیر دیتا ہے۔ یہ لوگ اپنی مجبوری سے یہ کام کرتے ہیں۔ ان کو شیطان کی رضامندی سے کوئی غرض نہیں

سہ ۵۔ رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۱

ہے۔ لہذا ان کے فعل میں گناہ نہیں کیوں کہ شریعت مطہرہ کا یہ قاعدہ ہے کہ۔ الضرورات تبیح المحظورات۔ ضرورت کی بنا پر ممنوعات جائز اور مباح ہو جاتی ہے۔

جو شخص نسبندی کرا رہا ہے وہ شیطان کی رضامندی حاصل کرنے کا طلب گار نہیں ہے اور نہ وہ شیطان کے بہکانے سے یہ کام کر رہا ہے۔ اس کی مجبوری اس سے یہ کام کرا رہی ہے۔ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو اولاد عنایت کر دی ہے میرے لیئے کافی ہے۔ میں ان کے نان، نفقہ، تعلیم و تربیت کا خرچہ بڑی مشکل سے مہیا کرتا ہوں۔ مجھ میں گنجائش نہیں کہ مزید اولاد کا خرچہ برداشت کروں۔ اگر مزید اولاد پیدا ہوگی میں پریشان ہو جاؤں گا۔ اور مجبور ہو کر ناجائز طریقوں سے اپنی آمدنی بڑھانے کی کوشش کروں گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہو جاؤں گا اور اس صورت میں اللہ مجھ سے ناراض اور شیطان خوش ہو گا۔ پناہ بخدا۔

نسبندی کرانے والا اپنے کو اس بوجھ سے بچا رہا ہے جس کے برداشت کی اس میں طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کئی جگہ فرما رہا ہے لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کے سہارے کا اندریں صورت نسبندی کرانے کو شیطان کے ورغلائے ہوئے کام میں داخل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ شخص اپنے کو اس گناہ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے جو زائد اولاد ہو جانے کی صورت میں اس سے سرزد ہو جانے کا کھٹکا ہے۔ یہ اپنے کو اللہ کی نافرمانی اور اس کے عذاب سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے فعل کو مشرکوں کے ان افعال سے جو شیطان کے بہکانے پر کیئے جائیں مشابہت دینی ٹھیک نہیں مقصد اور غرض کے بدل جانے سے شریعت کا حکم بدل جاتا ہے۔

تیسرا قول عُقم کا بانجھ ہونے کو عربی میں عُقم کہتے ہیں۔ جس کے اولاد پیدا نہ ہو وہ عَقیم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ کا راج ہے جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے اور جس کو چاہے بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو جوڑے دیتا ہے (بیٹے اور بیٹیاں) اور جس کو چاہے بانجھ کرتا

لہ۔ سورۂ انعام آیت ۱۵۲ اور اعراف آیت ۴۱ اور مومنون آیت ۶۲۔ سے سورۂ شوریٰ آیت ۴۹ و ۵۰۔

Marfat.com

ہے وہ اچھا جانتا اچھا قادر ہے۔

بعض افراد نے کہا ہے کہ انجام اور کیفیت کے لحاظ سے نسبندی بانجھ ہونے کے مساوی ہے۔ میاں بیوی میں سے کوئی بانجھ ہوتا ہے اس کے صرف اولاد نہیں ہوتی ہے۔ دوسرے کسی کام میں کوئی خرابی نہیں ہوتی اور نہ بظاہر اس کے اعضا میں کوئی خلل ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات حسب معمول رہتے ہیں۔ جو عورت عمل جراحی کراتی ہے یا جو مرد اپنی نس کو بند کراتا ہے وہ اپنے کو بانجھ بنا رہا ہے تاکہ اس کی اولاد نہ ہو۔ بظاہر اس کے اعضاء میں اور زن و شوہر کے تعلقات میں کوئی خلل نہیں آ رہا ہے۔

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولاد کا ہونا اچھی نعمت ہے اور اللہ نے اس کو یہ صفت دی ہے بانجھ بننے والا اللہ کی نعمت کو چھوڑ رہا ہے۔ یہ کفران نعمت ہے اور جائز نہیں۔

یہ بات اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ لیکن سوچنے اور فکر کرنے کی ضرورت ہے کیوں کہ جو شخص کسی نعمت سے دستبردار ہوتا ہے یا اپنے کو محروم کرتا ہے۔ اگر وہ بیوقوف نہیں ہے تو اس سے دریافت کیا جائے گا کہ اس نے یہ کام کس وجہ سے کیا ہے۔ اگر اس نے کوئی خراب وجہ بیان کی تو اس پر ملامت ہے اس نے برا کیا ہے اور اگر اس نے کوئی معقول وجہ بیان کی تو اس پر ملامت نہیں ہے بلکہ اگر کسی اہم مقصد کے حاصل کرنے کے لیے اس نے یہ فعل کیا ہے تو وہ اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ صحیح حدیث شریف ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی۔ (الحدیث) اعمال کا مدار نیت اور ارادہ پر ہے۔ ہر شخص کو وہی ملیگا جو اس کی نیت ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے بہت بڑی نعمت اور فضیلت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی۔ ان کو بڑی نعمت مل رہی تھی لیکن انھوں نے اپنے کو اس نعمت عالیہ کے لائق نہ پایا لہٰذا اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ اس انکار کی وجہ سے کسی عتاب کے مستحق نہ ہوئے۔ انسان نے جرأت کر کے اس کو اٹھا لیا۔ پروردگار نے اس کے متعلق فرمایا۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا[1]۔ وہ بڑا نا ترس بڑا نادان ہے۔ جو شخص کہتا ہے۔ مجھ سے مزید اولاد کا خرچ برداشت

---

[1] اس بیان کو سورہ احزاب کی آیت ۷۲ میں دیکھو۔

Marfat.com

نہیں ہوتا۔ جو اولاد اللہ نے دے دی ہے اسی کی خدمت مجھ پر بار ہو رہی ہے مزید اخراجات کے لیئے کہاں سے روپیہ پیدا کروں۔ اس لیئے میں مزید اولاد نہیں چاہتا اور میں اپنی نسبندی کراتا ہوں۔ بظاہر یہ شخص نہ مجرم ہے نہ ظالم اور نہ اس کی نیت بری ہے لہذا اس کو کیوں برا کہا جائے۔

مخالفین کہتے ہیں۔ اللہ تعالی نے کہا ہے[1] وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا جو بھی زمین پر چلتا ہے اللہ ہی پر اس کی روزی ہے اھ۔ اور اس کا ارشاد ہے[2] وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ "تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمان میں ہے"۔ اھ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ محبت کرنیوالی جننے والی عورت سے نکاح کرو تمہاری وجہ سے امتوں پر میری امت زائد ہو گی"۔ یعنی میری امت اسی صورت میں دوسری امتوں پر زیادہ ہو گی کہ تمہاری نسل بڑھے اور کثرت سے تمہاری اولاد پیدا ہو۔ آپ نے حضرت انس کو دعا دی اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ اے اللہ تو اس کے مال میں اور اولاد میں برکت دے۔ لہذا آپ کی امت کے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ نسل بڑھانے کی سرگرم کوشش کرے تاکہ آپ کی امت تمام امتوں پر زائد ہو اور آپ خوش ہوں۔ ان افراد کا کہنا ہے جو شخص اپنے افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے نسبندی کرا رہا ہے اس کو اللہ تعالی کی ضمانت پر بھروسہ نہیں ہے۔ پناہ بخدا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے منہ پھیر رہا ہے۔ اللہ بچائے۔ اللہ تعالی کی ضمانت اور اس کی رزاقی میں کسی کو شک نہیں ہے۔

پاک ہے اللہ جس کا زمین و آسماں ہیں سب اس کے زیر فرماں ایک ہے وہ حکمراں
پالتا ہے ماہ سے ماہی تلک سب چیز کو ریزہ چیں ہے اس کے خوان فضل کا سارا جہاں

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ[3]۔ یقینا اللہ ہی روزی دینے والا مضبوط قوت والا ہے۔ اور بے شک اللہ کے رسول کو اپنی امت کی بیشی اور کثرت مرغوب ہے۔ اس میں کسی کو شک نہیں البتہ بعض پہلو غور طلب ہیں ان پر بھی نظر ڈالنی چاہیئے۔

اللہ تعالی نے اس دار فانی کو اسباب و وسائل پر قائم کیا ہے اسباب اور وسائل

---

[1] سورۂ ہود آیت ۶ [2] سورۂ ذاریات آیت ۲۲ [3] سورۂ ذاریات آیت ۵۸

Marfat.com

سے منہ موڑنا سنتہ اللہ اور اس کے طریقہ کی خلاف ورزی ہے۔ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا متکفل وہی تھا اور اس کے خزانہ میں ہرگز کوئی کمی نہیں آتی ہے چاہے ہر شخص کو اس کی منہ مانگی مراد ہی کیوں نہ ملے باوجود اس کے وہ آپ سے فرماتا ہے[1] وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا۔ اور اپنی گردن کے ساتھ اپنے ہاتھ نہ باندھ اور نہ اس کو بالکل ہی پھیلا کر رکھ کہ پھر تو ملامت شدہ خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ جائے۔ تیرا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کرتا ہے اور (جس کی چاہتا ہے) نپا تُلا کرتا ہے وہ اپنے بندوں کو جانتا اور دیکھتا ہے" اھ۔ اللہ نے اپنے حبیب کو عالمین کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے[2] وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ اس نے وعدہ فرمایا کہ دین مبین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے[3] يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ یہ (یہ کافر) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں اور اللہ تو اپنے نور کو پھیلا کر رہے گا اگرچہ کافروں کو برا لگے۔ اللہ ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب رکھے۔ اگرچہ شرک کرنے والوں کو برا لگے"۔ باوجود اس کے وہ ارشاد کر رہا ہے[4] وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ۔ اور مہیا کرو کافروں کے لیے جو پیدا کر سکو طاقت اور گھوڑے پال کر اس کی وجہ سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر دھاک بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے واسطے اسباب اور وسائل مہیا کیے[5] وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَأَتْبَعَ سَبَبًا۔ "اور ہم نے اس کو ہر چیز کا سبب دیا اور اس نے سبب کا پیچھا کیا"۔ ذوالقرنین نے اسباب اور وسائل کو طور طریقہ سے استعمال کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے کامیاب حکمراں ہوئے۔ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام جنگی تدابیر کو جو اس وقت میں اختیار کی جاتی تھیں اختیار

---

[1] سورۂ اسریٰ آیت ۲۹ و ۳۰۔ [2] سورۂ انبیاء آیت ۷۔ [3] سورۂ صف آیت ۸ و ۹۔ [4] سورۂ انفال آیت ۶۰۔ [5] سورۂ کہف آیت ۸۴ و ۸۵۔

Marfat.com

کیں۔ آپ نے دشمنوں کا حال معلوم کرنے کے واسطے خبر رساں مقرر کئے۔ آپ نے مدینہ منورہ کی حفاظت کے واسطے خندق کھودی اللہ کا ارشاد ہے[1] وَاللّٰهُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ۔ اور اللہ تم کو دشمنوں سے محفوظ رکھے گا۔ باوجود اس کے آپ نے ظاہری اسباب کو نہیں چھوڑا اور جہاد کے وقت زرہ کا استعمال فرمایا آپ نے یہ تدابیر اللہ تعالیٰ ہی کے فرمان سے اختیار کی ہیں جیسا کہ وَاَعِدُّوا لَھُمۡ۔ الآیہ۔ میں گزر چکا ہے۔ اسی صورت سے اس عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ نے اس دین متین کو غالب اور ظاہر کیا ہے اور اسی طرح اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور ان کی حفاظت کی ہے۔

اللہ اپنے بندوں سے کہتا ہے[2] جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو روزی کی تلاش میں اٹھ کھڑے ہو وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ اور تلاش کرو اللہ کے فضل کو۔ پروردگار جلت حکمتہٗ روزی کے تلاش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بظاہر عاجز بندہ سعی کرتا ہے اور درحقیقت وہی اپنے خزانۂ غیب سے دیتا ہے۔ یہی اس بے نیاز کی رزّاقی اور بندہ پروری ہے۔ وہی دے رہا ہے لیکن اسباب و وسائل کے ذریعے دے رہا ہے سید السادات امام الطریقہ حضرت سید بہاء الدین محمد نقشبند۔ بخاری قدس اللہ سرہ الاقدس نے کیا خوب فرمایا ہے کہ رحمت حق بہانہ می جوید۔ رحمت بہانہ می جوید۔ اللہ جل شانہ کی رحمت اجرت نہیں چاہتی ہے بلکہ اس کی رحمت بہانہ تلاش کرتی ہے ظاہر میں بندہ کچھ کوشش کرتا ہے اور وہ اپنی رحیمی اور کریمی کی شان دکھاتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی ایک نیکی کرے گا اس کو دس نیکی اور اس سے زیادہ کا اجر ملے گا اور اگر کوئی برائی کرے گا تو اس کی سزا اسی برائی کی مثل ہے اور یا میں اس کو بخش دوں گا۔ اور جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک ذراع قریب ہوتا ہوں (انگلی کے سرے سے کہنی تک ذراع ہے) اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے ایک باع قریب ہوتا ہوں۔ الحدیث (دونوں ہاتھ کا پورا پھیلاؤ باع ہے) اللہ تعالیٰ اس دنیائے فانی میں اپنے بندوں سے ان کی استطاعت اور طاقت کے مطابق سعی اور کوشش چاہتا ہے۔

---

[1] مائدہ آیت ۶۷۔ [2] جمعہ آیت ۱۰۔

Marfat.com

اور پھر وہ مہربانیاں کرتا ہے اس کا ارشاد ہے[1] وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ "اور نہ بھول اپنا حصہ دنیا سے اور بھلائی کر جیسے اللہ نے تجھ سے بھلائی کی ہے" وہ ہم سے اس طرح دعا کرنے کو کہتا ہے[2] رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ "اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں خوبی دے اور آخرت میں خوبی دے اور ہم کو بچا دوزخ کی آگ سے" امام بغوی کی شرح السنہ سے مشکات کے باب الحذر میں یہ حدیث شریف لکھی ہے کہ ایک خوش نصیب حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے التجا کی کہ کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ نے اس سے کہا۔ خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِيْرِ فَاِنْ رَأَيْتَ فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرًا فَامْضِهٖ وَاِنْ خِفْتَ غَيًّا فَاَمْسِكْ "کام کو تدبیر سے، سمجھ سے کر، پھر اس کے انجام میں اگر تو نے خوبی دیکھی تو اس کو جاری رکھ اور اگر کسی خرابی کا ڈر تجھ کو ہوا تو اپنے کو روک لے" اھ۔ یعنی اس کام کو چھوڑ دے۔ آپ نے اگر حضرت انس کے واسطے دعا کی ہے تو پہلے دنیا کی کثرت کے واسطے اور پھر اولاد کی بیشی کے لیے۔ تاکہ اولاد جو دنیوی نعمتوں میں عمدہ نعمت ہے تکلیف و زحمت و شقاوت کا سبب نہ ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک بڑی جماعت بے گھر تھی مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سامنے دالان میں گزر بسر کرتی تھی۔ اس دالان کی چھت کھجور کی شاخوں سے پٹی ہوئی تھی۔ اس قسم کے دالان کو عربی میں "صُفّہ" کہتے ہیں اردو میں چھپر کہہ سکتے ہیں۔ اسی مناسبت سے ان پاکیزہ نفوس جماعت کا لقب اصحاب صُفّہ تھا۔ ان میں سے بعض افراد کو حرارت غریزی یعنی قوت مردمی کے ہیجان اور شدت سے تکلیف ہوئی۔ وہ اپنی تنگدستی اور افلاس کی وجہ سے نکاح نہیں کر سکتے تھے مجبور ہو کر انھوں نے آپ سے اپنے کو خصی کرانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ارشاد کیا۔ تم روزہ رکھو تمھارے واسطے روزے کا رکھنا سپر اور ڈھال کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح تلوار کی مار کو سپر روکتا ہے اسی طرح روزہ اس مادہ کے ہیجان سے محفوظ رکھتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] سورہ قصص آیت ۷۷۔ [2] سورہ بقرہ آیت ۲۰۱۔

Marfat.com

نے ان حضرات کے واسطے علاج تجویز فرمایا۔ آپ نے اُن سے یہ نہیں فرمایا کہ جاؤ نکاح کر لو۔ نکاح کرنے سے قوت مردمی کے ہیجان سے بھی نجات ملے گی اور تمہارا افلاس بھی جاتا رہے گا۔ آپ نے سب کے حقوق بیان کیے ہیں۔ ماں۔ باپ۔ بھائی، بہن، بیوی، اولاد، پڑوسی، رفیق بوڑھے اور بچے کے۔ صحیحین کی حدیث ہے۔ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ (الحدیث) تم میں سے ہر ایک رکھوالا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیّت کی پوچھ ہوگی۔ آپ نے خاوند کو بیوی بچوں اور گھر کا رکھوالا اور محافظ قرار دیا ہے اس سے اپنی رعیّت کی پوچھ ہوگی۔ بیوی بچوں کا نان نفقہ اور ان کے رہنے کی جگہ اور بچوں کی تربیت گھر والے پر واجب ہے اگر اس میں وہ غفلت سے کام لے گا اور کوتاہی کرے گا وہ مجرم ہے۔ اس کی پکڑ ہوگی۔ مفلس اور نادار افراد سے اللہ تعالیٰ کہتا ہے[1] وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِکَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ "اور اپنے کو تھامتے رہیں جن کو بیاہ نہیں ملتا جب تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے مقدور دے" اللہ تعالیٰ نے مفلس و نادار افراد کو صبر کرنے اور پاک دامن رہنے کو کہا ہے۔ جب تک کہ ان کو مقدرت حاصل ہو۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے افراد کو روزہ رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے تاکہ پاک دامن رہ سکیں اللہ تعالےٰ نے سورۂ انفال کی آیت ۲۸۔ اور سورۂ تغابن کی آیت ۱۵۔ میں مال اور اولاد کو فتنہ بتایا ہے اور سورۂ تغابن کی آیت چودہ میں بعض بیوی بچوں کو دشمن بتایا ہے اور ان کے فتنہ اور شر سے بچنے کو کہا ہے۔ مال و دولت، بیوی بچے۔ انسان کو آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ ان کی وجہ سے ایسے کام کرنے پڑتے ہیں جو نہ کرنے کے ہیں۔ اللہ کے نیک بندوں کو ہمیشہ اس کا کھٹکا رہتا ہے وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں[2] رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ "اے ہمارے پالنے والے ہم کو ہماری عورتوں اور بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے" بیوی بچوں کا وجود راحت کا سبب ہو۔ ان کو دیکھ کر دل خوش ہو جو کوفت باہر سے لے کر آیا ہے وہ رفع ہو یہ نہ ہو کہ ان کی وجہ سے مالایطاق تکلیفات اٹھانی پڑیں اور آخرت میں ندامت ہو اور آگ میں جھلسنا

---

[1] سورۂ نور آیت ۳۳۔ [2] سورۂ فرقان آیت ۷۴۔

Marfat.com

پڑے، اللہ سے ڈرنے والے اللہ سے کہتے ہیں[1] وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اور میری اولاد میں میرے لیے راحت پیدا کر دے وہ صالح اور نیک ہو۔ یہ نہ ہو کہ وہ نافرمان ہو اور ان کی محبت میں اندھا ہو کر میں بھی نافرمان بن جاؤں۔ حضرت زکریا علیہ السلام دعا کرتے ہیں[2] رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً۔ اے میرے رب مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عنایت کر۔ حضرت نوح علیہ السلام کو ناخلف فرزند کے سلسلہ میں خطاب ہو رہا ہے[3] یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔ اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اس کے عمل ناکارہ اور برے ہیں۔

جس شخص کی آمدنی بمشکل چار افراد کو پوری ہوتی ہو وہ زائد افراد کا خرچہ کہاں سے لائے گا وہ زمانہ گزر گیا جب کہ دولت مند اور صاحبِ استطاعت افراد عاجزوں اور اللہ کے نیک بندوں اور اصحابِ علم اور ساداتِ کرام کی خدمت میں دلی مسرت محسوس کرتے تھے بلکہ اس نیک کام کو اپنی سعادت اور نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ اب تو نفسی نفسی کا عالم ہے کسی کو کسی کا خیال نہیں۔ ایسی حالت میں ناتوان اور مفلس افراد زائد خرچ [illegible] سے پورا کریں گے۔ یا تو وہ ناجائز طریقوں سے آمدنی بڑھائیں اور یا اپنی اولاد کو آوارہ چھوڑ دیں کہ وہ چوری کریں۔ جیب کاٹیں۔ کچھ بھی کریں۔ اپنا پیٹ بھریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے[4] لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ گندے اور پاک برابر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ تجھ کو گندے کی بہتات پسند آئے۔ پس اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو۔

اس آیت مبارکہ میں گندے اور ناپاک اور ناکارہ کی کثرت اور بہتات کو اللہ تعالیٰ نے غیر مفید بتایا ہے۔ کہ ایسی کثرت سے فائدہ کی جگہ نقصان ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اے عقل والو کہہ کر خطاب کیا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ بندہ عقل سے کام لے۔ اور جیسا کہ بغوی کی حدیث میں گزر چکا ہے عاقبت اور انجام پر نظر رکھے۔ اگر بھلائی اور خوبی کی امید ہو تو اس کام کو جاری رکھے ورنہ اس سے باز آجائے۔ اگر بیوی

[1] احقاف آیت ۱۵ [2] آل عمران آیت ۳۸ [3] ہود آیت ۴۶ [4] مائدہ آیت ۱۰۲۔

98223

Marfat.com

بچوں کا خرچ برداشت کر سکتا ہے اور جتنی بھی اولاد ہوئے۔ وہ ان کی پرورش کر سکتا ہے اور ان کی تربیت میں اس سے کوتاہی واقع نہ ہوگی وہ اپنی نسل بڑھائے۔ ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ۔ پر نظر رکھے۔ اجر پائے گا۔ اور اگر خرچہ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو ارشاد گرامی فَامْسِكْ پر نظر رکھتے ہوئے افزائشِ نسل سے رک جائے اور فلاح پائے اور مولائے رحیم وکریم سے اجر کی امید رکھے۔

یہ خیال کرنا کہ مسلمانوں کی عزت اور شوکت صرف اسی صورت میں ہے کہ مسلمانوں کی تعداد میں کسی نہ کسی طرح سے اضافہ ہو جائے چاہے وہ گندے اور خبیث ہی کیوں نہ ہوں غلط خیال ہے[1] كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ بہت جگہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے غالب ہوئی ۔۔۔ دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے[2]۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اور بدر کے دن اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے۔ ایسی حالت میں کہ تم کمزور اور بے استطاعت تھے۔ پس ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم احسان مانو اور شکر کرو۔۔۔ بدر کی لڑائی میں مسلمان تین سو تیرہ تھے۔ اور ان کے دشمن ایک ہزار کے قریب تھے۔ مسلمانوں کے پاس نہ گھوڑے اور نہ پورا اسلحہ اور ان کے دشمن ہر طرح چاق چوبند۔ اور اس کے پانچ سال بعد حُنین کا واقعہ پیش آیا اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اس طرح پر کیا ہے[3] لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ۔ اللہ تمہاری بہت مواقع میں مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب گھمنڈ میں آئے تم اپنی بہتات اور کثرت کی وجہ سے۔ پھر وہ بہتات تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ دے کر پیچھے ہٹے۔۔۔ حُنین کے دن مسلمانوں کی جمعیت بارہ ہزار کی تھی۔ اسلحہ کی بھی کمی نہ تھی۔ چونکہ ان کو اپنی کثرت پر اعتماد تھا۔ وہ پسپا ہوئے۔ مٹھی بھر مسلمان تھے جنہوں نے قیصر وکسریٰ کا نام مٹایا اور اب تقریباً ساڑھے سات کروڑ عرب کو تقریباً تین لاکھ یہود ذلیل کر رہا ہے۔ کیا مصر۔ شام۔ حجاز۔ عراق۔ وغیرہ میں اکثریت تامہ

---

[1] بقرہ آیت ۲۴۹ [2] آل عمران آیت ۱۲۳ [3] توبہ آیت ۲۵۔

Marfat.com

مسلمانوں کی نہیں ہے [1] فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ یہ نہ تھا کہ اللہ ان پر ظلم کرتا ہے لیکن وہ خود اپنے پر ظلم کرتے تھے ___ مسلمانوں پر جوادبار اور مذلت طاری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے [2] نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ۔ ان لوگوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ان کا خیال نہ کیا ___ قلت اور کثرت پر بھروسہ کرنا بے کار ہے۔ صرف نام کی مسلمانی سے کیا ہوتا ہے۔ مسلمان کا بھروسہ ہر حال میں صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم احسانہ پر ہو اور وہ سچا مسلمان ہو [3] وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے نکلنے کا راستہ نکالتا ہے اور جہاں سے اس کو خیال نہ ہو روزی دیتا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے وہ اس کو کافی ہے بے شک اللہ اپنے امر کو پورا کرتا ہے اللہ نے ہر چیز کا اندازہ کر رکھا ہے ___ مسلمان کی عزت اور راحت تقویٰ میں ہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرے گا وہ اس کی نافرمانی نہیں کرے گا وہ ان تمام حقوق کو ادا کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں یا اللہ کے بندوں کے وہ ہرگز ایسا کام نہیں کرے گا جس سے اللہ ناراض ہو۔ اور جس کا بوجھ اٹھانے سے وہ قاصر ہو۔ کیوں کہ اللہ کا ارشاد ہے [4] لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اتنا کہ اس کو سہار ہو۔ وہ اس کو برداشت کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے تاکہ وہ ہر کام عقل سے کرے۔ اس کو چاہیے کہ عقل سے کام لے۔ نہ وہ اپنے کو آفت میں ڈالے اور نہ دوسرے کو پریشان کرے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی بھلائی چاہتا ہے وہ فرماتا ہے [5] يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا ہے۔

شریعت کی رو سے مال اور اولاد کی وہ کثرت مطلوب ہے جو اسلام کی ہدایت پر چل کر حاصل ہو۔ مال حلال طریقوں سے کمایا ہو اور اولاد کے حقوق پورے ادا کئے ہوں اسلام کے ارکان اور اصول سے واقف کیا ہو۔ عقائد فاسدہ۔ اعمال ناشائستہ اور طرق مذمومہ

---

[1] توبہ آیت ۷۰۔ [2] توبہ آیت ۶۷۔ [3] طلاق آیت ۲۔ [4] سورۃ بقرہ آیت ۲۸۶۔ [5] بقرہ آیت ۱۸۵۔

Marfat.com

سے بچایا ہو۔ اگر مال ناجائز طریقوں سے کمایا ہے اور اولاد کی تربیت نہ کی ہو۔ وہ ناخلف اور ناکارہ اور بداعمال ہو۔ تو سراسر وبال اور حسرت ہے۔ پروردگار فرماتا ہے[1] اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا "جان لو دنیا کی زندگی صرف کھیل اور تماشا اور زینت (شان وشوکت) اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال واولاد کی کثرت چاہتی ہے۔ (یہ دنیوی زندگی) مینہ کی مثال رکھتی ہے (مینہ برستا ہے اور) کھیت کے لہلہانے سے کسان خوش ہوتا ہے۔ (کھیت زور پکڑتا ہے) پھر خشک ہو جاتا ہے اور پھر تم اس کو زرد پڑتا ہوا دیکھتے ہو اور پھر روندھ دیا جاتا ہے (چورا بن جاتا ہے — دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دنیوی زندگی کا بیان کیا ہے کہ وہ شان وشوکت کا اظہار کرنا ایک دوسرے پر فخر کرنا۔ اور مال واولاد کی کثرت چاہتی ہے۔ حدیث شریف۔ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ کو صحیح معنوں میں بیان کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سراسر رحمت تھی۔ ہر وقت اور ہر جگہ آپ کو عاجزوں اور ضعیفوں کا خیال رہتا تھا۔ اگر آپ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تھے نماز کو مختصر فرما دیا کرتے تھے اگر مینہ برس رہا ہے یا بہت سرد رات ہے ٹھنڈک بہت زیادہ ہے تیز ہوا چل رہی ہے آپ مؤذن سے فرمایا کرتے تھے کہ اذان کے بعد آواز لگا دو کہ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ آپ عاجزوں اور مفلسوں سے ارشاد فرمائیں گے کہ تم نسل بڑھائے جاؤ۔ اپنے کو تکلیف میں ڈالو اور اولاد کو ناخلف اور ناکارہ بناؤ۔

اس امت مرحومہ میں ہزاروں افراد از علماء[2] اعلام اور اولیاء[3] عظام گزرے ہیں کہ انھوں نے نکاح نہیں کیا ہے۔ کیا اللہ کے اُن برگزیدہ بندوں میں قوت مردمی کی کمی —— تھی۔ ان کو یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ نکاح کا کرنا سنت ہے۔ انھوں نے حدیث فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمَ بھی سن رکھی تھی۔ یہ بھی نہیں تھا کہ وہ مفلس اور قلاش تھے بلکہ ان کو حقوق العباد کا

---

[1] سورۂ حدید آیت ۲۰۔ [2] جیسے علامہ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ۔ [3] جیسے نظام الاولیار حضرت نظام الدین قدس اللہ سرہ۔

Marfat.com

خیال تھا خدا کا ڈر ان کے دلوں میں تھا اور ان کو آخرت کی فکر تھی۔

حضرت علی خواص رحمۃ اللہ اولیاء کاملین میں سے تھے۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور نکاح کرنے کے متعلق مشورہ چاہا۔ آپ نے فرمایا اس کام کا مشورہ کسی اور سے جا کر لو۔ وہاں ایک فقیہ عالم بھی بیٹھے تھے انھوں نے کہا کیا بات ہے آپ سنّت کام کا مشورہ نہیں دیتے آپ نے فرمایا۔ تم نے یہی سیکھ لیا ہے کہ نکاح کا کرنا سنّت ہے۔ اس سے تم کو غرض نہیں کہ نکاح کرنے کے بعد انسان پر کیسی کیسی آفتیں آتی ہیں۔ کس طرح دین کی بربادی ہوتی ہے اور کس طرح حرام اور شبہات کو کھانا پڑتا ہے۔

حضرت خواص نے کیا اچھی بات کہی ہے۔ نکاح کا کرنا بے شک سنّت ہے اور اس سنّت کے بجا لانے میں یقیناً اجر ہے اور اجر اسی صورت میں ہے کہ سنّت کو سنّت ہی سمجھ کر کیا جائے اور اس کے کرنے میں سنّت ہی کے طریقہ کو ملحوظ رکھا جائے۔ بیوی بچوں کے حقوق ادا کیے جائیں۔ ورنہ گناہگار ہوگا۔ اگر کوئی شخص نکاح نہ کرے وہ گناہگار نہیں ہے۔ اس نے کسی کے حقوق ضائع نہیں کیے ہیں۔ اس نے اپنے کو سلامت رکھا ہے۔ اس سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ تو نے اُمّت بڑھانے کی کوشش کیوں نہیں کی۔

جن افراد نے نسبندی اور عمل جراحی کو بانجھ ہونے پر حل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ بانجھ ہونا ایک طرح کا نقص ہے اور انسان کو چاہیے کہ اپنے کو نقص سے بچائے۔ بلا وجہ کوئی اپنے کو بانجھ نہ کرے۔ البتہ ضرورت کی وجہ سے ایسا کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اکابر[1] نے ضرورت کی وجہ سے ایک سو بیس دن تک کے حمل کا اسقاط کرانا جائز قرار دیا ہے۔ اور ان افراد نے یہ بھی کہا ہے کہ جب بدن کا کوئی حصّہ خراب ہوتا ہے تو باقی حصّوں کی حفاظت کے لیے اس حصّہ کو کٹوا دیا جاتا ہے۔ اور یہ فعل جائز ہے بلکہ بعض اوقات اور احوال میں بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی عاقبت کی سلامتی اور اپنے کو آفات و محن سے بچانے کے لیے اپنے کو بانجھ کرتا ہے کوئی بُرا فعل نہیں کرتا۔ اس نے کوئی جرم نہیں

[1] دیکھو فتاویٰ قاضی خاں۔ فتاویٰ بزازیہ۔ تبیین الحقائق۔ فتح القدیر۔ البحر الرائق۔ النہر الفائق۔ مرقات۔ الدر المختار فتاویٰ عالمگیری۔ فتح المعین۔ الطحطاوی علی الدر۔ تفسیر فتح العزیز۔ رد المحتار۔

Marfat.com

کیا ہے جو کہ اس کو بُرا کہا جائے اور نہ اس نے کوئی گناہ کیا ہے جس کی وجہ سے وہ مستحق عذاب ہو۔ دیکھو اختصار ممنوع ہے چاروں اماموں نے کہا ہے کہ اپنے کو خصی کرانا جائز نہیں۔ باوجود اس کے بعض بلند پایہ علماء نے کہا ہے[1] اگر کوئی شخص مفلس اور نادر ہے۔ اور اس کو بیوی نہیں ملتی۔ روزہ رکھنے سے اس کی شہوت نہیں ٹوٹتی اور وہ اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ اگر وہ اپنے کو خصی نہ کرائے۔ زنا کا مرتکب ہو جائے گا اس صورت میں اگر یہ شخص حرام قطعی سے بچنے کے لیے اپنے کو خصی کرالے۔ اس پر گناہ نہیں ہے کیوں کہ اس شخص نے اللہ کی نافرمانی سے اپنے کو بچایا ہے اس نے اپنی آخرت سدھارنے کی کوشش کی ہے اگرچہ علماء اعلام نے اس قول کی تضعیف کی ہے اور اس کو صحیح نہیں مانا ہے لیکن جس علت اور وجہ کی بناپر کہنے والے نے یہ بات کہی ہے وہ بہت قوی ہے۔ شریعت مطہرہ کا مشہور قاعدہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی مصیبت میں پھنس جائے کہ دو بُرے کاموں میں سے ایک کا کرنا اس کے لیے ضروری ہو جائے تو وہ اس بُرے کام کو اختیار کرے جو بہ نسبت دوسرے کے برائی میں کم ہو۔ اس قاعدہ کو علمائے کرام نے اَخَفُّ الضَّرَرَیْنِ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ اس قاعدہ کی رو سے قائل کے اس قول کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ یقیناً اختصار بہ نسبت زنا کے اخف ہے۔ اگر جان بچانے کے لیے زبان سے کلمۂ کفر و شرک کہنا جو کہ اکبر الکبائر ہے جائز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پروردگار فرما رہا ہے[2] اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔ تو پھر دین کی سلامتی اور دوزخ کی آگ سے بچنے کے لیے نسبندی میں کیا گناہ ہے۔

نسبندی اور عملِ جراحی کا حکم پہلے اور دوسرے قول کی رو سے عمل جراحی اور نسبندی کرانی مکروہ تحریمی ہے۔ اور اس کا مشورہ دینا جائز نہیں ہے یعنی جن علمائے کرام نے نسبندی اور عمل جراحی کو خصی کرنے پر قیاس کیا ہے یا تغییر خلق اللہ میں شامل کیا ہے۔ ان کا یہ قول ہے۔

اور تیسرے قول کی رو سے جس میں نسبندی اور عمل جراحی کو بانجھ ہونے پر حمل کیا ہے۔

---

[1] دیکھو عینی شرح بخاری ج ۱ ص ۲۶۳۔ [2] سورۂ نحل آیت ۱۰۶۔ ترجمہ (مگر جس پر زبردستی کی گئی ہو اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔)

Marfat.com

ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ بانجھ ہونے والا گنہگار نہیں ہے۔ ضرورت مند افراد کو مشورہ دینا جائز ہے۔ اور اس میں کراہت نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی حالت اور ضرورت کو دیکھے اور حسب ضرورت عمل کرے۔

علماء کرام کے تینوں اقوال کا جو حکم بیان کیا گیا ہے۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ کوئی شخص اپنی خوشی سے نسبندی یا عمل جراحی کراتا ہے اس پر کسی نے جبر و اکراہ نہیں کیا ہے۔ اگر اس پر جبر و اکراہ ہوا ہے اور کسی نے زبردستی اس کی نس کو بند یا اس کا عمل جراحی کرادیا ہے تو وہ مظلوم ہے اور جس نے زبردستی کی ہے ظالم اور گنہگار ہے چاہے وہ فرد ہو چاہے جماعت۔

علماء کرام کا فیصلہ اور حکم بیان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان حاملانِ شریعت غراء اور خادمانِ ملّتِ بیضاء کو اجرِ کامل دے اور ان کی جماعت میں اضافہ کرے ع ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

ملاحظات ۱۔ شروع میں کہا جا چکا ہے کہ نسبندی اور عمل جراحی کا مسئلہ نیا ہے اور اب علماء کرام قیاس اور استنباط کریں گے ایسی صورت میں اختلاف ظاہر ہونا کوئی انوکھی بات نہیں۔ دیکھو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عزل کے مسئلہ میں اختلاف کیا ایک جماعت نے کہا اس میں کوئی برائی نہیں۔ کسی نے کہا زندہ دفن کرنے کی پوشیدہ صورت ہے۔ چاروں اماموں نے پہلا قول لیا۔ اور عزل کو جائز اور مباح کہا۔ علامہ ابن حزم وغیرہ نے دوسرا قول لیا۔ اور عزل کو ناجائز کہا۔ عوام الناس میں سے کسی نے کسی کی پیروی کی اور کسی نے کسی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب ہدایت پر رہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پر رہوگے" ہر ایک کا اپنا اپنا مسلک ہے اور سب اللہ کے فضل سے ہدایت پر ہیں ذَالِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا

۲۔ جو حکم اللہ اور اس کے رسول نے بیان کر دیا ہے وہ قطعی ہے اور وہ فرض و حرام کہلاتا ہے۔ جیسے نماز اور قتل۔ قطعی حکم کا منکر کافر ہے۔ اور جو حکم علماء کے قیاس اور اجتہاد سے ظاہر ہوا ہے وہ ظنی ہے اور وہ واجب اور مکروہ تحریمی کہلاتا ہے اس کا منکر کافر نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ شیطان کے ورغلانے اور نفس کو خوش کرنے کے لیے انکار کیا جائے۔ اگر علم کی بنا پر انکار کیا گیا ہے تو فسق بھی نہیں ہے۔ دیکھو چاروں اماموں کو۔ کوئی شرعی حکم ایک

Marfat.com

کے نزدیک واجب ہے اور دوسرے کے نزدیک نہیں ہے۔ یا ایک حکم کسی کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور دوسرے کے نزدیک مباح۔ ایک کے حکم کا دوسرا انکار کرتا ہے اور ان میں سے ایک بھی نہ فاسق ہے نہ فاجر۔

بعض علمار نے واجب کا نام فرضِ ظنّی اور مکروہِ تحریمی کا حرامِ ظنّی رکھا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ کیوں کہ مقصد فرق کا ظاہر کرنا ہے کہ یہ حکم قطعی ہے اور یہ استنباطی اور استخراجی ہے۔ اور وہ حاصل ہے۔ واجب کو فرضِ قطعی اور مکروہِ تحریمی کو حرامِ قطعی کہنا ٹھیک نہیں۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ مبارک میں دینِ اسلام مکمل ہو چکا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے[1] اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ "میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو آج کے دن کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور میں نے اسلام کو تمھارے لیے دین پسند کیا۔" اور رفیق اعلیٰ کے پاس آپ کے تشریف لے جانے کے بعد نہ کوئی حکم فرض ہو سکتا ہے اور نہ حرام۔ ائمۂ اعلام کے استنباطی اور استخراجی احکام ظنّی ہیں ظنّی احکام میں ائمۂ دین کا اختلاف کرنا نہ صرف درست ہے بلکہ رحمت ہے۔ یہ اختلاف صحابہ کے دَور سے ہوتا چلا آیا ہے لہٰذا جو جس کی سمجھ میں آئے اس کا بیان وہ کرے۔ ایک کی سمجھ دوسرے کے لیے حجّت نہیں ہے۔ بنا بریں ایک کو دوسرا فاسق یا فاجر نہیں کہہ سکتا حضرت امام شافعیؒ نے کتنے ہی مسائل میں حضرت امام ابو حنیفہؒ سے اختلاف کیا ہے اور اسی طرح دوسرے ائمہ نے کیا ہے لیکن ایک نے بھی کوئی بیجا لفظ نہیں استعمال کیا چہ جائے فاسق و گمراہ۔ لہٰذا علمار کو اس سے اجتناب لازم ہے۔ عوام کو شرعاً پوری اجازت ہے کہ جس عالم کی پیروی کرنی چاہیں کریں۔

۳۔ علمار کا کام دین کے مسائل کا بیان[2] کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے[3] فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ۔ ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ گھر سے نکلے تاکہ وہ دین میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف

---

[1] سورہ مائدہ آیت ۴۔ [2] دلی میں عوام الناس نے جو فتنہ برپا کیا تھا ان سے خطاب ہے کہ مسائل کا بیان کرنا علمار کا کام ہے عوام کا نہیں وہ کیوں فتنہ و فساد برپا کرنے کی سعی کر رہے ہیں مسائل میں وہ اپنی رائے کو شامل نہ کریں۔ [3] توبہ آیت ۱۲۲۔

Marfat.com

لوٹتے تو ان کو خبردار کرتے شاید وہ بچیں ___ اور عوام کا کام علمار سے دریافت کرنا اور ان کے ارشاد پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے [1] فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اگر تم کو معلوم نہ ہو تو اہل علم سے دریافت کر لو۔ ا۔ دین کے مسائل میں عوام الناس کا بحث و مباحثہ کرنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے [2] وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ جس بات کی تجھ کو خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ ___ جو افراد اختلافی مسائل کی وجہ سے مسلمانوں میں شقاق اور نفاق ڈالتے اور فتنہ اور فساد پیدا کرتے ہیں وہ دین کی خدمت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو غور سے سنیں۔ ایک جگہ فرما رہا ہے [3] وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ اور دوسری جگہ ارشاد کر رہا ہے۔ وَالْفِتْنَةُ [4] اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ یعنی فتنہ اور فساد کرنا قتل کرنے سے زیادہ شدید اور سخت ہے اور قتل کرنے سے زیادہ بڑا ہے ___ قتل کرنا حرام قطعی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فتنہ اور فساد کو قتل سے زیادہ شدید اور زیادہ بڑا قرار دیا ہے۔ اختلافی مسائل میں زیادہ سے زیادہ ایک جماعت کے نزدیک مکروہ تحریمی کا اثبات ہو رہا ہے۔ مکروہ تحریمی کے لیے حرام قطعی سے بھی زیادہ شدید اور زیادہ بڑے گناہ کا ارتکاب کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ دین متین کی خدمت شریعت کے بتائے ہوئے طریقوں پر کرنی چاہیے۔ فتنہ اور فساد سے دین کی خدمت کو کیا مناسبت۔ اللہ تعالیٰ کس طریقے سے سمجھا رہا ہے ذرا خیال سے پڑھو [5] يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔ اے لوگو جو ایمان لا چکے ہو تم سب سلامتی میں داخل ہو اور شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو۔ یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔ اھ فتنہ و فساد کرنا شیطان ہی کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔ اور عدوِ مبین ہی کا اتباع ہے۔

مسازید از برائے نام و دام و کام نامرداں   جمالِ نقشِ آدم راحجابِ نفس و شیطانی

۴۔ سوال میں لکھا ہے کہ بعض علمار کرام فرماتے ہیں کہ اسلام میں ضبطِ ولادت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس عاجز کے نزدیک یہ قول درست نہیں ہے بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ دین کے عالم نے یہ بات نہ کہی ہوگی۔ یا پھر ان کا مقصود وہ قانون ہوگا جس کو دنیا کی

---

[1] نحل آیت ۴۳ [2] اسریٰ آیت ۳۶ [3] بقرہ آیت ۱۹۱ [4] بقرہ آیت ۲۱۷ [5] بقرہ آیت ۲۰۸

Marfat.com

مختلف حکومتیں چلا رہی ہیں۔ بہر حال کسی حاکم کا قول ہو یا کسی اور کا۔ یہ ظاہر الفاظ درست نہیں ہیں۔ اسلام دینِ فطرت ہے اسلام میں پوری سہولت ہے۔ اللہ اپنے بندوں کی سہولت اور آسانی چاہتا ہے اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم علماء دین اور حاملین شریعت کو تاکید فرما رہے ہیں کہ میری امت کے لیے سہولت اور آسانی پیدا کرو۔ ان کو دقت اور تکلیف میں نہ ڈالو۔ جو رعایت عاجزوں اور ضعیفوں کی اسلام میں ہے کسی مذہب میں نہیں ہے اسلام ضعیفوں اور عاجزوں کا جائے پناہ اور ان کا سہارا ہے۔

ضبط ولادت کی آسان اور فطری صورت عزل ہے۔ عرب میں اس کا رواج تھا اور صحابہ کرام کا اس پر عمل تھا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں[1] "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔ اور قرآن مجید کا نزول ہو رہا تھا۔" اور حضرت جابر ہی کی روایت[2] ہے "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے اور اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور آپ نے ہم کو اس فعل سے نہیں روکا۔ اگر یہ کام روکنے کا ہوتا تو قرآن ہم کو اس سے روکتا۔" حضرت جابر کا استدلال جیسا کہ علامہ ابن قیم نے کہا ہے از حد قوی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگر کوئی ناجائز کام کیا جاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے روکتے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ اس کام سے منع کرتا تھا جس کام سے نہ آپ نے روکا ہو اور نہ اللہ نے، وہ جائز ہے۔ عزل سے صحابہ کرام کو نہ آپ نے منع فرمایا اور نہ اللہ نے لہٰذا عزل جائز ہے۔ یہی بات حضرت جابرؓ کہہ رہے ہیں۔ عزل صرف اس بنا پر کیا جاتا تھا کہ اولاد نہ ہو۔ صحابہ کرام نے عزل کر کے امت کے واسطے ضبط ولادت کا راستہ کھول دیا۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ اسلام میں ضبط ولادت کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کب صحیح ہے۔ البتہ اگر یہ بات کہی جائے کہ اسلام میں اپنی بساط سے زائد بوجھ اٹھانے اور اپنے کو فتنہ میں مبتلا کرنے کی دعوت دینے کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ درست اور صحیح ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ نے عزل کے متعلق احیاء العلوم میں جو تحقیق کی ہے اس قابل ہے کہ اس سارے مضمون کا ترجمہ لکھا جاتا۔ چونکہ اس رسالہ میں اختصار ملحوظ ہے اس لیے کچھ

---

[1] صحیح بخاری اور مسلم۔ [2] صحیح مسلم۔

Marfat.com

حصّہ کا ترجمہ اور بعض حصّہ کا خلاصہ لکھا جاتا ہے وہ فرماتے ہیں۔

عزل کی اباحت اور کراہت کے سلسلہ میں علمار کا اختلاف ہے۔ ان کے چار اقوال ہیں۔ بعض علمار نے ہر حال میں عزل کو حرام کہا ہے اور بعض نے بیوی کی رضامندی پر جائز اور نارضامندی پرناجائز۔ گویا ان لوگوں نے بیوی کو تکلیف دینے کو حرام کہا ہے نہ عزل کو۔ اور بعض نے لونڈی کے ساتھ عزل کو جائز کہا ہے نہ آزاد عورت کے ساتھ وَالصَّحِیْحُ عِنْدَنَا اَنَّ ذٰلِكَ مُبَاحٌ۔ اور ہمارے نزدیک یہ صحیح ہے کہ عزل مباح ہے۔

اگر تم کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کے متعلق فرمایا ہے ذٰلِكَ الْوَأْدُ الْخَفِیُّ اور آپ نے آیت وَاِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ تلاوت فرمائی ہے۔ ہم یہ جواب دیں گے کہ صحیح میں وہ احادیث بھی ہیں جن سے عزل کی اباحت ثابت ہے۔ اور آپ کا ارشاد الوأد الخفی آپ کے ارشاد اَلشِّرْكُ الْخَفِیُّ کی طرح ہے جس سے صرف کراہت کا پتہ چلتا ہے حرمت کا نہیں۔ اور لکھا ہے کہ جو کراہت عزل میں پائی جاتی ہے وہ تحریمی یا تنزیہی نہیں ہے کیوں کہ نہی کا یعنی ممانعت کا ثبوت نص سے یا منصوص پر قیاس سے ہوا کرتا ہے۔ یہاں نہ کوئی نص ہے اور نہ کوئی ایسی اصل ہے کہ جس پر قیاس کرتے ہوئے کہا جا سکے کہ عزل میں کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی۔ بلکہ یہاں پر تو یہ اصل موجود ہے کہ کوئی ابتدا ہی سے نکاح نہ کرے اور اگر نکاح کر لیا ہے تو اوّل دن ہی سے جماع نہ کرے اور اگر جماع کر لیا ہے تو شروع ہی سے انزال نہ کرے۔ ان سب صورتوں میں بہتر اور افضل صورت کو چھوڑا جا رہا ہے۔ نہی کا ارتکاب نہیں کیا جا رہا ہے۔ مخالفت سرزد نہیں ہو رہی ہے۔

عزل کا حکم بیان کرنے کے بعد امام غزالی نے عزل کرنے کے اسباب اور وجوہات پر بحث کی ہے اور فرمایا ہے کہ عزل کرنے کا سبب اگر بُرا ہے تو عزل کرنا بھی بُرا ہے اور اگر سبب بُرا نہیں ہے تو عزل کرنے میں بھی بُرائی نہیں ہے۔ پھر آپ نے پانچ اسباب کا ذکر کیا ہے جن کی بنا پر اس وقت عزل کیا جاتا تھا۔ ایک سبب کا تعلق خوارج کی عورتوں سے تھا جو کہ طہارت اور پاکی میں بہت غلو کرتی تھیں قضائے حاجت کے لیے برہنہ ہو کر جاتی تھیں تاکہ کپڑے ناپاک نہ ہوں۔ پانی کا استعمال بکثرت کرتی تھیں۔

Marfat.com

بچہ ان پر پیشاب نہ کر دے۔ ان کو نفاس نہ ہو اس لیے وہ عزل کراتی تھیں۔ امام غزالی نے لکھا ہے کہ ان کا یہ طریقہ سنت کے مخالف ہے اور ان کی یہ نیت بڑی ہے اور ایک سبب کا تعلق لڑکیوں سے ہے کہ لڑکیاں نہ پیدا ہوں۔ اگر اس مقصد سے کوئی نکاح نہیں کرتا یا پھر جماع نہیں کرتا یا پھر انزال نہیں کرتا۔ برا کرتا ہے اور وہ گنہگار ہے لہذا اس فاسد مقصد کی وجہ سے عزل کرنا بھی برا ہے اور اس میں گناہ ہے۔ اور ایک سبب کا تعلق لونڈی سے ہے کہ اگر اس کو حمل رہ جاتا ہے اور وہ بچے کی ماں بن جاتی ہے تو پھر اس کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ چوں کہ مالک کا نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے عزل کرنا جائز ہے۔ اور ایک سبب کا تعلق عورت کے حسن و جمال اور حفظانِ صحت سے ہے اولاد ہونے سے حسن میں کمی آتی ہے اور صحت گرتی ہے اور یہ سبب ممنوع نہیں ہے لہذا اس بنا پر عزل کرنا جائز ہے۔ اور ایک سبب کا تعلق اولاد کی کثرت اور مال کی قلت اور پریشانی سے ہے۔ اس سلسلے میں لکھا ہے کہ عزل کرنے والے کو اندیشہ ہے کہ اولاد کی کثرت سے اس کی پریشانی میں اضافہ ہوگا۔ زائد آمدنی حاصل کرنے کے لیے اس کو محنت کرنی پڑے گی۔ لہذا یہ سبب بھی ممنوع نہیں ہے جس کی وجہ سے عزل نہ کیا جائے دنیوی گرفتاری میں جتنی کمی ہو دین کے واسطے اُسی قدر مفید ہے۔ ہاں فضل و کمال کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت اور توکل پر پورا بھروسہ ہو، اللہ کہتا ہے جو بھی زمین پر چلتا ہے اللہ پر اس کی روزی ہے۔ عزل کرنے کی وجہ سے اگرچہ اس اعلا مقام کی چوٹی سے نیچے اترنا پڑتا ہے اور افضل اور زیادہ اچھے کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لیکن انجام پر نظر رکھنے اور مال کو جمع کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کو ہم برا نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ ممنوع ہے اگرچہ توکل کے منافی ہو۔

امام غزالی نے تقریباً نو سو سال پہلے یہ مضمون لکھا ہے۔ آپ عورت کے حسن و جمال کو وجہ وجیہ قرار دیتے ہیں اور اسی طرح اولاد کی کثرت اور مال کی قلت کو بھی ایسی وجہ قرار دیتے ہیں کہ عزل کرنے میں اور ایسی صورت اختیار کرنے میں کہ اولاد نہ ہو قباحت نہیں ہے۔ اگرچہ اس طرح کرنے سے توکل اور رضا کا عمدہ اور اعلیٰ مقام رہ جاتا ہے! اعلا مقامات کا حاصل کرنا الگ شے ہے اور جواز کا مقام الگ شے ہے۔ ایک شخص بھوک سے

Marfat.com

مر رہا ہے ناپاک اور مُردار کھا کر اس نے جان بچائی وہ مرتکب حرام کا نہیں ہوا۔ اگرچہ توکل اور رضا کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے سے وہ قاصر رہ گیا ہے۔ جن افراد کے حوصلے بلند ہیں اور وہ اصحاب عزم میں سے ہیں، جو کہ تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے ہیں بلکہ حضرت امام ربانی مجددِ الفِ ثانی قدس اللہ سرہٗ کے قول کے بموجب تکلیف میں لذت اور راحت پاتے ہیں کیونکہ یہ تکلیف آوردۂ محبوب ہے اور محبوب سے جو ملے محبوب ہے۔ وَلَنِعْمَ مَا قَالَ مُظْہَرْ جَانِ جَانَانْ قُدِّسَ سِرُّہٗ

زخمِ دل مظہر مبادا بہ شود ہشیار باش
کیں جراحت یادگارِ ناوکِ مژگانِ اوست

ایسے افراد یقیناً عزیمت پر عمل کریں اور مقاماتِ عالیہ کی سب سے بلند چوٹیوں پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ لیکن جو پست ہمت اور عاجز اور ناتواں ہیں جن کو اندیشہ ہے کہ آلام و مصائب میں گھر کر وہ ناجائز اور حرامِ قطعی کا ارتکاب کر بیٹھیں گے وہ ہرگز اہل عزم و عالی ہمت افراد کی ریس نہ کریں یہ نہ ہو کہ اعلیٰ کے حصول کی سعی میں ادنیٰ کو بھی ہاتھ سے دے بیٹھیں اور عذابِ الٰہی کے مستحق ہو جائیں ع عَلٰی قَدْرِ اَھْلِ الْعَزْمِ تَاْتِی الْعَزَائِمُ۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ کی وفات صحابہ کرام کے دور میں ۱۶۱ھ کو ہوئی ہے وہ نصیحت فرماتے ہیں کہ[1] پچھلے دور میں مال کا جمع کرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا لیکن آج کے دن وہ مومن کے واسطے ڈھال ہے (وہ چیز جس سے اپنے دین کی حفاظت کرے) اگر آج یہ تھوڑی پونجی ہمارے پاس نہ ہوتی۔ اُمراء ہم کو اپنا جھاڑن بنا لیتے۔ جس کے پاس کچھ مال ہو وہ اس کی اصلاح کرتا رہے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ ضرورت پیش آنے پر سب سے پہلے محتاج اور ضرورت مند دنیا کی خاطر اپنے دین کو ہاتھ سے دے گا۔ پاک مال اسراف اور فضول خرچی کو برداشت نہیں کرتا۔ امام ثوری حلال مال کی حفاظت کرنے کی تاکید فرما رہے ہیں تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے اور یہ توکل اور رضا کے منافی ہے۔ امام غزالی عورت کے بقائے حسن و جمال اور حفظانِ صحت کے لیے اور کثرتِ اولاد اور قلتِ مال کی وجہ سے عزل کرنے کو جائز کہہ رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں اگرچہ یہ توکل اور اللہ کی رزاقیت پر کامل اعتماد کے منافی ہے۔ یہ حضرات شریعتِ مطہرہ کے علم بردار اور خادم

---

[1] دیکھو مشکوٰۃ کے باب استحباب المال کو۔

Marfat.com

ہیں۔ ان کے پیشِ نظر بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَیَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا[1] ہے ان حضرات کی کوشش رہی ہے کہ حرامِ قطعی کا ارتکاب نہ ہو اور خلقِ خدا عذابِ الٰہی سے بچ جائے اور اس وجہ سے یہ عوام کے لیے جواز اور عدمِ جواز سے بحث کرتے ہیں۔ نہ اعلیٰ اور نہ ادنیٰ سے کہ جس سے اہل باطن بحث کرتے ہیں اور جو تقرّب اور وصال کے طلب گار ہیں۔ ان پاک باطنان کا مقولہ ہے۔ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ[2]۔ عوام کے لیے حرام و حلال بیان کرنا چاہیے اور برائے خواص درجاتِ کمال۔ اور جو اخصّ خواص ہیں ان کے لیے اکمل و اعلیٰ[3] هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک درجوں پر ہیں اور اللہ دیکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

۵۔ سورۂ احزاب کی آیت ۲۷ اور امام بغوی کی روایت کردہ حدیث خُذِ الْاَمْرَ بِالتَّدْبِیْرِ۔ اور امام ثوری کی نصیحت اور امام غزالی کی تحقیق اور امام قاضی خان اور ابن ہمام کی بیان کی ہوئی علّت کے پیشِ نظر یہ عاجز علمارکرام کے تیسرے قول کو بہتر سمجھتا ہے یعنی نسبندی اور عملِ جراحی کو بانجھ ہونے پر حمل کرنا انسب اور بہتر ہے۔ اس میں عوام اور عاجزوں اور مفلسوں کے لیے سہولت ہے۔ حرامِ قطعی کا ارتکاب نہیں ہو رہا ہے ضرورت کی بنار پر ضُعَفَاء یہ عمل کر رہے ہیں۔ ضعفار اور عاجزوں کی مراعات کرنی چاہیے۔ وہ افراد جن کے حوصلے بلند ہیں جو تکالیف برداشت کر لیتے ہیں لیکن محرمات کے قریب نہیں جاتے۔ یا وہ افراد جن کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت دے رکھی ہے۔ مال و دولت کے مالک ہیں وہ بخوشی اپنی بساط کے موافق نسل بڑھائیں۔ بلکہ وہ افراد جو عدل و انصاف کر سکتے ہیں اور زوجات کے حقوق کو پامال نہیں کرتے وہ سورۂ نسار کی تیسری آیت فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ۔ الآیہ۔ پر عمل کریں کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ۔ ع ہر کسے را بہر کارے ساختہ۔

۶۔ بعض افراد نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد[4] ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاهُمْ۔ اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم رزق دیتے ہیں تم کو اور

---

[1] مشکوٰۃ باب ما علی الولاۃ من التیسیر از بخاری ومسلم [2] جس کی باطنی حالت دو دن تک ایک کیفیت میں رہے وہ خسارہ میں رہا ہے اس کو ہر روز ترقی کرنی چاہیے۔
[3] آل عمران آیت ۱۶۲ [4] سورۂ انعام آیت ۱۵۱۔

Marfat.com

ان کو اور اس کا فرمان ہے۔[1] وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ۔ اور قتل نہ کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے ہم روزی دیتے ہیں ان کو اور تم کو۔

ان دونوں آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے یا افلاس اور تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ بعض افراد کہتے ہیں کہ عرب میں صرف غیرت کی وجہ سے لڑکیوں کا قتل ہوتا تھا اور یہ ثابت نہیں ہے کہ افلاس اور تنگدستی کی وجہ سے یا افلاس اور تنگدستی کے ڈر کی وجہ سے کسی نے اولاد کو قتل کیا ہو اور ان افراد نے کہا ہے کہ اولاد کا لفظ لڑکا اور لڑکی کو شامل ہے حالانکہ عرب صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے۔ کہیں سے یہ ثابت نہیں ہے کہ کسی نے لڑکے کو قتل کیا ہو۔ البتہ عرب اپنے نطفہ کو ضائع کیا کرتے تھے یعنی عزل کیا کرتے تھے۔ چونکہ نطفہ سے لڑکا اور لڑکی کی تخلیق ہوتی ہے لہٰذا نطفہ کا ضائع کرنا اولاد کا قتل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیات مبارکہ میں نطفہ کو ضائع کرنے سے روکا ہے یعنی عزل کرنے سے۔ لہٰذا عزل کرنا قتل اولاد ہے اور حرام ہے"!

ان افراد کا یہ بیان خطرناک نتائج لئے ہوئے ہے۔ اس لیے اس عاجز نے تفاسیر شریفہ کی طرف رجوع کیا۔ درجہ ذیل تفاسیر کو دیکھا۔ کسی ایک میں بھی ان کے دعوی کی تائید نہ ملی۔ سب کا اتفاق ہے کہ ان آیاتِ مبارکہ میں زندہ اولاد کو قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے چاہے افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہو اور چاہے افلاس و تنگدستی میں مبتلا ہونے کا خدشہ اور ڈر لاحق ہو۔ عزل کی حرمت کا اثبات ان آیات سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ یہ عاجز مختصر طور پر چند اقوال نقل کرتا ہے۔

---

[1] سورۂ اسریٰ آیت ۳۱۔ [2] ابن جریر و برحاشیہ نیساپوری۔ ۱۵ ص ۵۶ و ص ۴۶ شیخ زادہ برحاشیہ بیضاوی۔ ج ۱ ص ۲۲۱ در منثور ج ۴ ص ۵۵ و برحاشیہ تفسیر ابن عباس ج ۲ ص ۳۷۔ فتح البیان ج ۲ ص ۲۴۰ برحاشیہ ابن کثیر ج ۴ ص ۱۴۸۔ خازن و برحاشیہ نسفی ج ۲ ص ۶۷۔ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۴۹ و برحاشیہ ابو السعود ج ۴ ص ۲۴۴۔ روح المعانی ج ۱۵ ص ۵۹۳۔ روح البیان ج ۳ ص ۱۱۷۔ جمل بر جلالین ج ۲ ص ۱۱۳ صاوی بر جلالین ج ۲ ص ۵۵۔ کشاف ج ۲ ص ۴۸ تفسیر ابن عربی ج ۱ ص ۲۲۵ تاج التفاسیر ج ۱ ص ۱۵۰۔ ضیاء التاویل ج ۱ ص ۲۰۳ تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۴۲۔ کشف الاسرار فارسی ج ۳ ص ۵۱۸ و ۵۲۲۔

Marfat.com

ابن کثیر نے ابن مسعود کی روایت صحیحین سے نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے بڑے گناہ کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تو کسی کو اللہ تعالیٰ کا مثل قرار دے حالاں کہ اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا اور پھر۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس بنا پر اپنی اولاد کو قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ تفسیر کبیر نے لکھا ہے اولاد کا لفظ عام ہے لڑکا اور لڑکی پر بولا جاتا ہے۔ صدیق حسن خاں نے فتح البیان میں لکھا ہے۔ اہل جاہلیت فقر اور افلاس کی وجہ سے لڑکے اور لڑکی کو قتل کرتے تھے اور عار کی وجہ سے صرف لڑکی کا قتل ہوتا تھا۔ شیخ زادہ نے لکھا ہے کہ لڑکیاں کچھ کما نہ سکتی تھیں اس لیے ان کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ لڑکے لوٹ مار میں مدد کرتے تھے ان کو زندہ رکھتے تھے۔ اور لڑکیوں کے قتل کی ایک وجہ فقر و غربت تھی کیونکہ ان کے فقر کی وجہ سے عزیزوں اور برادری میں سے کوئی اُن کی لڑکی کو نہیں لیتا تھا اور غیر برادری میں لڑکی کے دینے کو عیب سمجھتے تھے۔ جمل اور روح المعانی نے لکھا ہے کہ فقر کی وجہ سے اور اس خیال کی وجہ سے کہ لڑائی جھگڑے میں کہیں ان کی لڑکیاں دشمنوں کے ہاتھ نہ پڑ جائیں اور کہیں وہ لونڈی باندی نہ بنالی جائیں لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ ابن عباس نے لکھا ہے کہ لڑکیوں کو مَخَافَةَ الذُّلِّ وَالْفَقْرِ۔ قتل کیا کرتے تھے یعنی ذلّت اور فقر کے اندیشہ اور ڈر کی بنا پر نیساپوری نے لکھا ہے کہ بعض افراد غیرت کی وجہ سے لڑکیوں کو قتل کرتے تھے اور بعض فقر کی وجہ سے دَھُوَالسَّبَبُ الْغَالِبُ اور قتل کی غالب وجہ فقر تھی۔

یہ عاجز کہتا ہے لڑکیوں کو عرب کئی وجہ سے قتل کیا کرتے تھے۔ سرکش اور وہ افراد جو اپنا جیسا کسی کو نہیں سمجھتے تھے عار محسوس کرتے تھے کہ ان کی لڑکی کسی کی بیوی بنے وہ صرف اس خیال سے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ چوں کہ اس وجہ کا تعلق سرکشوں سے تھا اس لیے عام نہ ہوا اور نسبتاً کم تھا۔ دوسری وجہ افلاس اور رفاقہ مستی تھی۔ اور تیسری وجہ لونڈی ہو جانے کا ڈر تھا کیوں کہ عرب میں خانہ جنگی اور لوٹ مار کی وبا عام تھی۔ لڑائی میں جو غالب آیا اس نے مغلوب کا سامان لوٹا اور مرد و عورت میں سے جو ہاتھ لگا اس کو غلام باندی بنایا۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر لڑکیوں کا قتل ہوا کرتا تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت

Marfat.com

رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے اجر وثواب کا بیان فرمایا ہے جو لڑکیوں سے محبت کریں اور ان کی اچھی تربیت کریں۔ مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے ارشاد کیا جو شخص دو لڑکیوں کی ان کے بڑے ہونے تک اچھی خدمت اور تربیت کرے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ اس طرح پر ہوگا۔ آپ نے اپنی مبارک انگلیوں کو ملا کر بتایا۔ لڑکیوں کو فقر کی وجہ سے قتل کرنے کا ذکر صدیق حسن خاں نے کیا ہے۔ غالباً کسی کتاب میں ان کی نظر سے یہ بات گزری ہوگی۔ ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ ابن کثیر نے جو روایت ابن مسعود کی لکھی ہے عموم کو لئے ہوئے ہے۔ باوجود اس کے اگر قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ لڑکے کا قتل کرنا فقر یا فقر کے ڈر کی وجہ سے کبھی نہیں ہوا تب بھی آیات مبارکہ میں اولاد کا لفظ بالکل صحیح استعمال ہوا ہے جیسا کہ ائمہ نے بیان کیا ہے۔

تعجب ہے ان افراد نے یہ بات کس بنا پر کہہ دی ہے۔ لغت سے ثابت نہیں ہے کہ اولاد کا استعمال نطفہ کے لیے ہوا ہو۔ قرآن مجید کی آیات شریفہ کو بغیر کسی سند اور حجت کے بیان کرنا جائز نہیں۔ ان افراد کے بیان سے بڑے سنگین اور خطرناک نتائج نکل رہے ہیں۔

عرب اولاد نہ ہونے کے لیے عزل کیا کرتے تھے یعنی نطفہ کو ضائع کیا کرتے تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ مبارکہ میں آپ کی اجازت سے صحابہ کرام عزل کیا کرتے تھے۔ چنانچہ چاروں اماماں برحق نے عزل کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ اگر ان دو آیات شریفہ کا مقصد یہی ہے جو بعض افراد نے کہا ہے۔ ائمہ اربعہ کا قول باطل اور غلط ہوا۔ ائمہ دین ان دونوں آیات کو نہ سمجھے بلکہ تمام حضرات صحابہ بھی اس معنیٰ کو نہ سمجھے اور پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عزل کرنے سے کیوں نہیں منع کیا اور اگر آپ نے آیات کا مطلب نہیں بتایا تو پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے صراحت کے ساتھ اس کا بیان کیوں نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ صراحت سے بیان نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہیں۔ حضرات صحابہ اس مطلب کو نہ سمجھیں اور ائمہ دین اس نکتہ تک پہنچنے سے قاصر رہیں یہ سب قباحتیں اس قول سے پیدا ہو رہی ہیں۔

Marfat.com

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الْاَرْحَمَا مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا

۷۔ علماء کرام کو چاہیے کہ مسئلہ کا جواب فقہ کی کتابوں سے دیں۔ آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے اقوال کو خوب سمجھ کر ائمہ نے مسائل بیان کئے ہیں اور پھر ان کے بعد عالی قدر ائمہ ان کے اقوال کی تحقیق میں تقریباً بارہ سو سال سے مصروف رہے ہیں ان اکابر نے عزل کو جائز اور مباح کہا۔ عوام الناس میں سے جو جس کا مقلد ہے وہ اپنے امام کا قول دریافت کرتا ہے لہذا فقہ کی کتاب سے اس کا جواب دیا جائے۔ اب اگر عزل کے مسئلہ کے جواب میں حدیث الواد الخفی یا ابن مسعود کا قول مَوْوٗدَةٌ صُغْرٰی یا آیت لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ کا بیان کیا جائے گا۔ کیا یہ حنفی مذہب کا بیان ہوا ہے۔ کیا عام طور پر مسائل کے بیان میں یہ صورت اختیار کی جاتی ہے۔ مسائل کو فقہی اقوال سے بیان کرنا چاہیے۔ شریعت مطہرہ کے صحیح حکم سے عوام کو آگاہ کرنا چاہیے۔ کسی مصلحت کی بناء پر حقیقت کا اظہار نہ کرنا مناسب نہیں، عزل اور ملحقاتِ عزل کے متعلق حضرات فقہاء کے اقوال بیان کر دئے جائیں۔ تاکہ ضرورت مند افراد اپنے احوال کو دیکھتے ہوئے اس پر عمل کریں کوئی رخصت پر عمل کرے یا عزیمت پر۔ کسی کو بُرا نہ کہا جائے اور کسی کا استخفاف نہ کیا جائے۔ مَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حرفِ آخر علماء کرام کے اقوال بیان کر دئے گئے۔ اختلاف آراء موجود ہے ایسی صورت میں کسی کے قول کی تائید یا تردید کی جا سکتی ہے لیکن کسی کو فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ هٰذَا مَا ظَهَرَ لِلْعَاجِزِ عَفَى اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ جَلَّ شَانُهٗ اَعْلَمُ۔

جمعہ ۱۸ صفر ۱۳۸۸ھ ۱۷ مئی ۱۹۶۸ء

ابو الحسن زید فاروقی
خانقاہ حضرت شاہ ابو الخیر رحمہ اللہ۔ چتلی قبر۔ دہلی ۶

Marfat.com

تتمہ

عَزل بابِ ضَرَبَ سے مصدر کا صیغہ ہے اس کے معنی ایک طرف کرنا۔ جدا کرنا اور بیکار کرنا ہے اسی مناسبت سے اس فعل کو عَزل کہا جاتا ہے جس میں مادۂ منویہ کو ضائع اور بیکار کیا جاتا ہے تاکہ اولاد پیدا نہ ہو۔

اس میں کوئی کلام نہیں ہے کہ عرب میں عَزل کرنے کا رواج تھا۔ اور اس میں بھی کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی اجازت سے عَزل کیا کرتے تھے۔ حضرت جابر کی دو روایتیں ایک از صحیحین اور دوسری از صحیح مسلم ملاحظات کے چوتھے ملاحظہ میں گزر چکی ہیں۔ ابو سعید خدری کی روایت از سنن عارضی صورتوں کے بیان میں گزر چکی ہے اگرچہ یہ روایت اصحاب سُنن کی ہے لیکن اکابر نے لکھا ہے حدیث صحیح ہے۔ ان صحیح احادیث سے عَزل کی اباحت اور جواز بدرجۂ اتم ثابت ہے۔ اصحاب سنن کی روایت کردہ صحیح حدیث کو امام طحاوی نے کئی طرق سے نقل کیا ہے انھوں نے جو روایت از ابن ابی داؤد بہ طریق ابی امامۃ بن سہل عن ابی سعید الخدری کی ہے اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ ابو سعید خدری کہتے ہیں۔ میں اپنی ایک لونڈی کو قینقاع کے بازار میں فروخت کرنے کے واسطے لے گیا۔ وہاں ایک یہودی نے مجھ سے پوچھا یہ کیسی لونڈی ہے۔ میں نے کہا میری ہے برائے فروخت لایا ہوں۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا تم اس سے ہمبستری کیا کرتے تھے میں نے ہاں میں جواب دیا اس نے کہا شاید اس کو تم سے حمل رہ گیا ہو۔ میں نے کہا کہ میں عَزل کیا کرتا تھا۔ وہ بولا یہ تو مَوْؤُدَہ صغریٰ ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس واقعہ کو بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کَذَبَتْ یَهُودُ کَذَبَتْ یَهُودُ۔ جھوٹ کہا یہودی نے جھوٹ کہا یہودی نے — یہ روایت بیان کر کے لکھتے ہیں۔ فَهٰذَا اَبُوْسَعِیْدٍ قَدْ حَکٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِکْذَابَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْعَزْلَ مَوْؤُدَۃٌ۔ یہ دیکھو ابو سعید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں کہ جو شخص عزل کو موؤدہ کہے وہ جھوٹا ہے۔

Marfat.com

علامہ ابن قیم نے حضرت عمر اور دوسرے چار صحابہ کی آٹھ روایتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے چھ روایتیں صحیح کی ہیں اور دو سنن کی۔ ان سب سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے امام ابوحنیفہ نے سورۂ بقرہ کی آیت (۲۲۳) نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے۔ امام جصاص لکھتے ہیں وقد روی (ابوحنیفۃ) عن ابن عمر فی قولہ نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ قال کیف شئت اِن شئت عزلاً او غیر عزلٍ [۱] ابوحنیفہ عن کثیر الریاح الاصم عن ابن عمر وروی نحو عن ابن عباس۔ یعنی ابوحنیفہ کثیر سے اور وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں جس طرح چاہو اپنی کھیتوں میں جاؤ چاہے عزل کرکے چاہے بغیر عزل کے۔ اور ابوحنیفہ اسی طرح کی روایت ابن عباس سے بھی کرتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے [۱] اَمَّا الْعَزْلُ فَقَدْ حَرَّمَہٗ طَائِفَۃٌ لٰکِنَّ الْاَئِمَّۃُ الْاَرْبَعَۃُ عَلٰی جَوَازِہٖ بِاِذْنِ الْمَرْاَۃِ۔ یعنی عزل کو ایک جماعت نے ناجائز کہا ہے لیکن ائمہ اربعہ نے بیوی کی رضامندی پر عزل کرنے کو جائز کہا ہے۔

عزل کو ناجائز کہنے والوں کے پانچ استدلال اس عاجز کی نظر سے گزرے ہیں۔

۱۔ عزل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وادِ خفی فرمایا ہے۔ (مسلم)

۲۔ ابوذر کی روایت ہے۔ ضَعْہُ فِیْ حَلَالِہٖ وَجَنِّبْہُ حَرَامَہٗ وَاَقْرِرْہُ فَاِنْ شَاءَ اللّٰہُ اَحْیَاہُ وَاِنْ شَاءَ اَمَاتَہٗ وَلَکَ اَجْرٌ (ابوحیان)

۳۔ ابن مسعود نے عزل کو مَوْؤُدَہ صغریٰ اور ابن عباس نے وادِ اصغر کہا ہے۔

۴۔ ابوامامہ نے کہا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان عزل کرتا ہوگا۔

۵۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان عزل کرنے سے منع فرماتے تھے اور حضرت عمر نے عزل کرنے پر اپنی بعض اولاد کو مارا ہے۔

امام طحاوی امام کاسانی امام زیلعی امام ابن ہمام امام غزالی حافظ ابن قیم، حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہم نے تفصیل سے ان کا جواب لکھا ہے۔ مختصر طور پر لکھا جاتا ہے۔

۱۔ عزل کو الواد الخفی فرمانے سے حرمت یا کراہت یا ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

---

[۱] مختصر الفتاویٰ لابن تیمیہ ص ۴۳۱

Marfat.com

بلکہ یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو یہ فعل پسند نہیں تھا۔ جب ناپسند تھا تو مکروہ ہوا۔

۲۔ ابو حیان کی روایت کو پہلے دیکھنا چاہیے کہ کس پایہ کی ہے اگر قابلِ استناد ہے تو پھر بھی اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں معاشرت اور مباشرت کے آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔ اچھے طریقہ کا بتانا کچھ اور ہے اور حرمت کا بیان کچھ اور۔

۳۔ ابن مسعود اور ابن عباس نے اگر مرد کے عزل کے متعلق یہ بات کہی ہے تو اصحاب سنن کی صحیح حدیث سے جیسا کہ امام طحاوی نے کہا ہے اس قول کا نادرست ہونا ثابت ہو رہا ہے اور پھر ان دونوں حضرات سے عزل کے جواز کا قول ائمہ نے نقل کیا ہے۔

۴۔ حضرت امامہ کا قول اگر بہ صحت ثابت ہو جائے حرمت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ فعل پسند نہ تھا۔ عام مسلمانوں کا کیا کہنا صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ کی حیات طیبہ میں عزل کیا کرتے تھے۔

۵۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان سے اگر ممانعت کا قول مروی ہے تو جواز کا قول بھی ائمہ نے نقل کیا ہے اور حضرت عمر سے عزل کے جواز کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ کی ہے۔ نھی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَعْزِلَ عَنِ الْحُرَّۃِ اِلَّا بِاِذْنِھَا۔ اور پھر حضرت عمر کے سامنے حضرت علی نے جواز کی دلیل پیش کی۔ حضرت عمر اور اخیارِ اہلِ بدر نے اس کو قبول کیا اور حضرت علی رضی کی رائے سے اتفاق کیا۔

امام طحاوی لکھتے ہیں فَلَمَّا انْتَفَی الْمَعْنَی الَّذِیْ بِہٖ کُرِہَ الْعَزْلُ وَمَا ذُکِرَ مِنْ ذِکْرِ فِیْ ذٰلِکَ اَنَّہُ الْمَوْؤُدَۃُ وَثَبَتَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ ذَکَرْنَاہُ عَنْہُ مِنْ اِبَاحَتِہٖ ثَبَتَ اَنْ لَا بَاْسَ بِالْعَزْلِ لِمَنْ اَرَادَہٗ عَلَی الشَّرَائِطِ الَّتِیْ ذَکَرْنَاھَا وَفَصَّلْنَاھَا فِیْ اَوَّلِ ھٰذَا الْبَابِ وَھٰذَا قَوْلُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ "یعنی جب وہ بات ہی نہ رہی کہ جس کی بنا پر عزل کو مکروہ سمجھا جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کرنے کی اباحت ثابت ہو چکی ہے تو ان شرطوں پر جن کو باب کے شروع میں ہم ذکر کر چکے ہیں جو کوئی بھی عزل کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے اس کے لیے کوئی کھٹکا نہیں ہے۔ ابو حنیفہ۔ ابو یوسف اور محمد کا قول یہی ہے۔ امام طحاوی نے باب کے شروع میں ان شرطوں کو ذکر کیا ہے کہ عزل حرہ

Marfat.com

بیوی سے اس کی رضامندی پر۔ باندی بیوی سے اس کے مالک کی رضامندی پر اور اپنی لونڈی سے اپنی رضامندی پر کیا جائے۔ احناف کا یہی مذہب ہے کہ عزل کرنا جائز ہے۔ مباح ہے اور اس میں ہرگز کوئی باس، کوئی کھٹکا نہیں ہے۔ جو چاہے بغیر کسی عذر اور مجبوری کے کر سکتا ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

چھٹی صدی تک اجازت کی شرط معتبر تھی لیکن چھٹی صدی کے اَجِلّۂ علمائِ احناف نے فسادِ زماں پر نظر ڈالی اولاد کے سلسلہ میں اگر ایک طرف زوجہ کا حق ہے تو دوسری طرف اولاد کے حقوق بھی ہیں۔ ان کی تربیت نان۔ نفقہ، مسکن، ملبس کا پورا بوجھ خاوند پر ہے۔ فسادِ زماں کی وجہ سے اس بوجھ کے اٹھانے سے وہ قاصر ہے۔ زوجہ سے اجازت لینے کی شرط قطعی نہیں ہے۔ بعض ائمہ نے اس شرط کو ابتدا ہی سے نہیں رکھا ہے۔ لہٰذا اس شرط کا ساقط کرنا اسہل اور آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ حرام میں مبتلا ہو۔ لہٰذا متاخرینِ احناف نے فتویٰ دے دیا کہ فسادِ زماں کی وجہ سے بلا اذنِ زوجہ عزل کرنا جائز ہے۔ قاضی خان نے لکھا ہے۔ واذا عزل الرجل عن امرأته بغیر امرہ اذکر فی الکتاب انه لا یباح قالوا فی زمننا یباح لسوء الزمان۔ یعنی بلا اجازت زوجہ اگر کوئی عزل کرے (امام محمد نے) کتاب میں لکھا ہے کہ جائز نہیں ہے (مشائخ نے) کہا ہے ہمارے زمانہ میں مباح ہے زمانہ کے خراب ہونے کی وجہ سے ۔ بزازیہ نے لکھا ہے وَفِی الْفَتَاوٰی عَزَلَ عَنْهَا لِمَا یَخَافُ عَلَی الْوَلَدِ مِنْ سُوْءِ الزَّمَانِ بِلَا اِذْنِهَا یَسَعُهٗ وَاِنْ کَانَ هٰذَا عَلٰی خِلَافِ ظَاهِرِ الْجَوَابِ۔ یعنی فتاویٰ میں ہے۔ زوجہ سے اس کی رضامندی کے بغیر عزل کیا بہ وجہ اس خوف کے جو اولاد کے متعلق زمانہ کی برائی کا ہے تو اس عزل کرنے والے کے لیے گنجائش ہے۔ یہ قول اگرچہ (امام محمد کے) ظاہر جواب کے خلاف ہے۔ الخ

ابن ہمام نے لکھا ہے۔ وَفِی الْفَتَاوٰی اِنْ خَافَ مِنَ الْوَلَدِ السُّوْءَ فِی الْحُرَّةِ[1] یَسَعُهُ الْعَزْلُ بِغَیْرِ رِضَاهَا لِفَسَادِ الزَّمَانِ۔ فَلْیُعْتَبَرْ مِثْلُهٗ مِنَ الْاَعْذَارِ مُسْقِطًا لِاِذْنِهَا۔ یعنی فتاویٰ میں ہے۔ اگر کسی کو لڑکے سے برائی کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے آزاد بیوی میں گنجائش ہے۔

---

[1] اس عاجز کے نزدیک فی الحرۃ کا تعلق یسعہ سے ہے خاف سے نہیں ہے بزازیہ اور قہستانی کی عبارت سے یہی اظہر ہے۔

Marfat.com

کہ اس کی بلا مرضی عزل کرلے بوجہ فساد زماں کے پس عورت کی اجازت ساقط کرنے کے لیے اس قسم کے اعذار کا اعتبار کرنا چاہیے ۔۔۔ قہستانی نے لکھا ہے[1] وَزَوْجُ الْحُرَّةِ یَعْزِلُ بِلَاخِلَافٍ بِاِذْنِہَا وَھٰذَا اِذَا لَمْ یَخَفْ عَنِ الْوَلَدِ السُّوْءِ لِفَسَادِ الزَّمَانِ وَاِلَّا فَیَجُوْزُ بِلَا اِذْنِہَا۔ یعنی حرہ کا خاوند حرہ کی اجازت سے بلا خلاف عزل کر سکتا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ فساد زماں کی وجہ سے لڑکے بگڑنے کا ڈر نہ ہو۔ ورنہ بلا اجازت عزل کرنا اس کے لیے جائز ہے ۔۔۔ یعنی زمانہ بگڑ گیا ہے اگر اولاد کے ناخلف ہونے کا اندیشہ ہے تو بلا اجازت عزل کرنا جائز ہے۔ جَزَی اللّٰہُ الْمَشَائِخَ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا۔ مَا اَحْسَنَ قَوْلَھُمْ وَمَا اَدَقَّ فِکْرَھُمْ وَکَیْفَ لَا وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ بِنُوْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْھُمْ وَاَفَاضَ عَلَیْنَا عُلُوْمَھُمْ وَاَسْرَارَھُمْ۔

حضرت عمرؓ کے سامنے حضرت علیؓ نے اسقاط کے مسئلہ کو حل کیا ہے۔ اس واقعہ کو امام طحاوی اور شاہ عبدالعزیز نے بہت ہی اچھے پیرایہ سے بیان کیا ہے لہذا ان دونوں کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ امام طحاوی نے لکھا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَقَمْتُ جَارِیَۃً لِیْ بِسُوْقِ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ فَمَرَّبِیْ یَھُوْدِیٌّ فَقَالَ مَاھٰذِہِ الْجَارِیَۃُ قُلْتُ جَارِیَۃٌ لِیْ قَالَ اَکُنْتَ تُصِیْبُھَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَلَعَلَّ فِیْ بَطْنِھَا مِنْکَ سُخْلَۃً قَالَ قُلْتُ اِنِّیْ کُنْتُ اَعْزِلُ عَنْھَا قَالَ تِلْکَ الْمَوْءُوْدَۃُ الصُّغْرٰی فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ کَذَبَتْ یَھُوْدُ کَذَبَتْ یَھُوْدُ۔ فَھٰذَا اَبُوْسَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَدْ حَکٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْذَابَ مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْعَزْلَ مَوْءُوْدَۃٌ ثُمَّ قَدْ رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ذٰلِکَ وَالتَّنْبِیْہُ عَلٰی فَسَادِہٖ بِمَعْنًی لَطِیْفٍ حَسَنٍ۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُکَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنِی اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَعْمَرُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبَۃَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ تَذَاکَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ عُمَرَ الْعَزْلَ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَقَالَ عُمَرُ قَدِ اخْتَلَفْتُمْ وَاَنْتُمْ اَھْلُ بَدْرٍ الْاَخْیَارِ فَکَیْفَ النَّاسُ بَعْدَکُمْ اِذْ تَنَاجٰی رَجُلَانِ فَقَالَ عُمَرُ مَاھٰذِہِ الْمُنَاجَاۃُ قَالَ اِنَّ الْیَھُوْدَ

[1] دیکھو جامع الرموز ج ۱ ص ۲۲۱ مطبوعہ مصطفائی دہلی در ۱۲۸۲ھ

Marfat.com

تزعم انہا الموؤدۃ الصغری فقال علی انہا لا تکون موؤدۃ حتی تمر بالتارات السبع ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین۔ الآیۃ۔ (و) بالسند المتصل الی عبید بن رفاعۃ الانصاری) قال تذاکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العزل ثم ذکر مثلہ وزاد فتعجب عمر من قولہ وقال جزاک اللہ خیرا۔ فاخبر علی رضی اللہ عنہ انہ لا موؤدۃ الا ما قد نفخ فیہ الروح قبل ذالک واما ما لم ینفخ فیہ الروح فانما ھو موات غیر موؤدۃ وقد روی عن ابن عباس ایضا نظیر ما ذکرناہ عن علی (و) بالسند المتصل الی ابی الوداک، ان قوما سألوا ابن عباس عن العزل فذکر مثل کلام علی سواء۔ فہذا علی وابن عباس قد اجتمعا فی ہذا علی ما ذکرنا وتابع علیا علی ما قال من ذلک عمر ومن کان بحضرتہما من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففی ہذا دلیل علی ان العزل غیر مکروہ من ہذہ الجہۃ۔ الخ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں۔

درعرب رسم بود کہ دختران را بمجرد تولد در گور دفن می کردند برخے بجہت خوف فقر و گرسنگی وکثرت اخراجات کہ بسبب تزویج وتجہیز دختر لازم می آید ایں کار می کردند وجماعۂ بسبب لحوق عار وخوف حصول علاقہ خویشی ودامادی باکسے کہ ہمچشم خود نیست وگراں دانستن تحمل جفائے آنہا ایں عمل می نمودند وایں کار شنیع بحدے دراں وقت دراں بلاد رائج گشتہ بودکہ اورا فخر وغیرت می شمردند واصلا خوف عقاب براں نمی داشتند بہ گمان آنکہ اولاد مامنزلہ ملک ومال است بہر نوع کہ خواہیم دران ہا تصرف نمائیم۔ حق تعالیٰ ایں فعل شنیع را جا بجا درقرآن مجید مذمت فرمودہ ووجوہ قبح آں را شرح نمودہ۔

اور لکھا ہے۔ آں صورت کہ دریں امت رواج دارد ایں است کہ حمل کنیز کان وکم اصلان را برائے لحوق عار بتولد دختر بلکہ پسر نیز از شکم آنہا بعد از نفخ روح کہ مدتش غالبا بعد از گزشتن چہار ماہ است اسقاط می کنند وایں عمل شنیع را مقتضائے شرافت وغیرت می نامند ودر مقام فخر مذکور آں می کنند حالانکہ در خون ناحق کردن ودیگر مفاسد کہ دراں عمل واقع می شود تفاوت سرمو ندارد۔

اما قبل از نفخ روح، پس صحابہ را در جواز اسقاط بعذرے مشروع مثل عسر ولادت یا کثرت

Marfat.com

عیال وقلت مال یا بودن در سفر یا فوتِ منفعت خدمت از کنیزک اختلاف افتاده بود۔ بحضور حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب درین مبحث گفتگوئے بسیار واقع شدہ تا آنکہ امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرمودند کہ وَاللّٰہِ لَا تَکُوْنُ مَوْءُدَۃٌ حَتّٰی تَاْتِیَ عَلَیْھَا التَّارَاتُ السَّبْعُ۔ ایں کلام را حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ پسندیدند وہمیں قول قرار یافت و بعضے از صحابہ ایں را نیز بنا بر احتیاط حرام می دانستند وموؤدۂ صغریٰ می گفتند کہ ہر چند قتل نفس دریں عمل نیست اما عدم توکل بر رزاقیتِ خدا ومعارضہ فعل او تعالیٰ بقصد آں بلا وجہ و دیگر مفاسد دارد اما صحیح آن است کہ جائز است قیاساً علی العزل وآنچہ در حدیث در حق عزل وارد است کہ ذلک الواد الخفی پس دلالت بر حرمت عزل نمی کند بلکہ بر کراہیت و ترک اولیٰ بودن زیرا کہ خفی ہر امر حکمِ جلی آن ندارد مثل ریا کہ شرک خفی است حکم شرک جلی ندارد وتجویز عزل بروایاتِ صحیحہ مشہورہ ثابت است لاشبہۃ فیہ واستعمال دوائی قبل از جماع یا بعد ازاں کہ مانع از انعقاد نطفہ گردد نیز مانند عزل جائز وروا است۔ الخ۔

ان دونوں حضرات کی عبارت کا خلاصہ اور مطلب لکھا جاتا ہے۔

امام طحاوی نے ابو سعید خدری کی حدیث روایت کرکے لکھا ہے۔ دیکھو ابو سعید خدری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کر رہے ہیں کہ جو عزل کو موؤدہ کہے وہ جھوٹا ہے اور موؤدہ صغریٰ یا وَادِ اصغر کہنے کا بطلان بڑے اچھے طریقہ سے حضرت علی کر رہے ہیں حضرت عمر کے سامنے صحابہ نے عزل کا ذکر کیا اور ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ تم لوگ اہلِ بدر کے برگزیدہ افراد ہو۔ جب تم آپس میں اختلاف کروگے تو تمہارے بعد کے آنے والوں کا کیا بنے گا۔ اسی دوران میں آپ نے دو افراد کو سرگوشی کرتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا سرگوشی ہو رہی ہے انھوں نے کہا۔ یہود کا خیال ہے کہ یہ عمل موؤدہ صغریٰ ہے۔ حضرت علی بھی وہاں موجود تھے۔ یہ بات سن کر انہوں نے سورۂ مومنون کی آیت ۱۲۔۱۳۔۱۴ پڑھ کر فرمایا جب تک سات اطوار حمل پر نہ گزریں وہ موؤدہ ہو نہیں سکتا۔ حضرت عمر آپ کی بالغ نظری اور فہم و فراست سے متعجب ہوئے اور انہوں نے آپ کو دعا دی کہ اللہ تم کو اجر خیر دے۔ پھر حضرت علی نے فرمایا کہ موؤدہ اسی صورت میں

ہے کہ حمل میں جان پڑگئی ہو اور اس کو درگور کیا جائے۔ جب تک جان نہیں پڑی ہے وہ موات ہے یعنی بے جان ہے۔ بے جان کی تفضیع کو جاندار کی تفضیع نہیں کہہ سکتے۔ ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہم تک پہنچی ہے۔ سند بیان کر کے لکھا ہے کہ ابن عباس سے عزل کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے بالکل یہی جواب دیا۔ یہ دیکھو اس بات پر علی اور ابن عباس متفق ہیں۔ اور حضرت علی کے قول کی تائید حضرت عمرؓ اور ان سب صحابہ نے کی ہے جو اس وقت موجود تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس حیثیت سے عزل مکروہ نہیں ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں۔ عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج تھا کوئی افلاس اور تنگدستی کی بنا پر۔ کوئی شادی بیاہ کے اخراجات سے بچنے کے لیے۔ کوئی اس خیال سے کہ لڑکی غیر برادری میں نہ چلی جائے اس ظلم وستم کو جائز سمجھتا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ اولاد کی حیثیت مال کی طرح ہے اور اپنے مال میں تصرف جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہ اس بُرے کام سے ان کو روکا ہے۔ اس امت میں یہ بُرا کام دوسری شکل سے ظاہر ہوا۔ بڑے لوگ اپنی باندیوں اور نیچ ذات بیویوں کا حمل اس وقت ضائع کراتے ہیں۔ جب حمل میں جان پڑ جاتی ہے جو کہ غالب اوقات میں چار مہینے گزرنے پر پڑا کرتی ہے۔ ان کا یہ عمل اور عرب کا ولادت کے بعد زندہ دفن کرنا ایک شے ہے ان دونوں صورتوں میں بال برابر فرق نہیں ہے۔

البتہ کسی مشروع عذر کی وجہ سے جیسے ولادت کی سختی۔ یا اولاد کی کثرت۔ یا مال کی قلت یا سفر کی حالت۔ یا لونڈی کی خدمت کے فائدہ سے محرومی کی بنا پر اسقاط کرانے کے مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہوا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے اس پر بہت بحث ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت علی نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا۔ اس وقت تک موؤدہ ہو نہیں سکتا جب تک کہ حمل پر سات اطوار نہ گزر جائیں۔ آپ کی اس بات کو حضرت عمر نے پسند کیا اور اسی پر فیصلہ ہوا۔ صحابہ میں سے بعض حضرات احتیاط کی بنا پر اس صورت کو بھی حرام سمجھتے تھے اور اس کو موؤدہ صغریٰ کہتے تھے۔ اگرچہ اس صورت میں کسی جان کا قتل نہیں ہو رہا ہے لیکن دوسری

Marfat.com

خرابیاں پائی جاتی ہیں جیسے اللہ کی رزّاقیت پر بھروسہ نہ کرنا اور اس کے فعل کا معارضہ کرنا وہ بچہ عنایت کر رہا ہے اور یہ اس کو ضائع کر رہا ہے باوجود ان مفاسد اور خرابیوں کے صحیح یہی ہے کہ عزل پر قیاس کرتے ہوئے اسقاط کرانا جائز ہے۔ اور عزل کے متعلق اَلْوَادُ الْخَفِیُّ کی جو روایت ہے وہ حرمت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ کراہیت اور غیر اولیٰ ہونے کا پتہ چلتا ہے کیونکہ کسی امر کا خفی کبھی اس کے جلی کے حکم میں نہیں ہوا کرتا۔ دیکھو ریا شرکِ خفی ہے اس کا حکم شرکِ جلی کا نہیں ہے۔ عزل کا جواز صحیح مشہورہ روایات سے بلاشبہ ثابت ہے۔ لَا شُبْهَةَ فِيهِ جماع کرنے سے پہلے یا اس کے بعد ایسی دوا کا استعمال کرنا جو استقرار نطفہ سے مانع ہو جائز ہے یعنی مانع حمل ادویہ کا استعمال جائز ہے۔ الخ۔

امام طحاوی اور شاہ عبدالعزیز نے ایک ہی واقعہ کو لکھا ہے۔ طحاوی نے عزل کے نام سے اور شاہ صاحب نے اسقاط کے نام سے ذکر کیا ہے، اولاد ہونے سے جو صورت بھی بچائے از روئے لغت وہ عزل ہے۔ خواہ وہ صورت مرد اختیار کرے خواہ عورت اور عورت کا عمل اسقاط کی صورت میں ہو یا سدِّ فمِ رحم کی صورت میں سب پر عزل کا اطلاق ہوتا ہے۔ ابتدائے احوال میں جزئیات کے الگ نام نہیں ہوتے۔ رفتہ رفتہ نام تجویز ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسقاط کا مسئلہ عزل کے نام سے ظاہر ہوا اور عزل ہی کے نام سے رُوات نے اس کا بیان کیا امام طحاوی نے بھی اسی کے نام سے اس کو ذکر کیا۔ البتہ عورت کے عزل (اسقاط) کا حکم ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔ فَفِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْعَزْلَ غَيْرُ مَكْرُوهٍ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ۔ یعنی اس جہت سے اس حیثیت سے عزل مکروہ نہیں ہے آپ نے وضاحتِ معنیٰ کے لئے جہت یا حیثیت کا بیان نہیں کیا ہے بلکہ لکھا ہے۔ لَا بَأْسَ بِالْعَزْلِ لِمَنْ أَرَادَهُ عَلَى الشَّرَائِطِ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا وَفَصَّلْنَاهَا فِي أَوَّلِ هٰذَا الْبَابِ۔ امام طحاوی کے بعد ائمہ نے عورت کے اس عزل کو اسقاط کے نام سے ذکر کیا ہے امام قاضی خان لکھتے ہیں وَإِذَا أَسْقَطَتِ الْوَلَدَ بِالْعِلَاجِ قَالُوا إِنْ لَمْ يَسْتَبِنْ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِهِ لَا تَأْثَمُ۔ قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا أَقُولُ بِهِ فَإِنَّ الْمُحْرِمَ إِذَا كَسَرَ بَيْضَ الصَّيْدِ يَكُونُ ضَامِنًا لِأَنَّهُ أَصْلُ الصَّيْدِ فَلَمَّا كَانَ مُؤَاخَذًا بِالْجَزَاءِ ثَمَّةَ فَلَا أَقَلَّ مِنْ أَنْ يَلْحَقَهَا إِثْمُهَا إِذَا أَسْقَطَتْ بِغَيْرِ عُذْرٍ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَأْثَمُ إِثْمَ الْقَتْلِ۔

Marfat.com

یہ عبارت کتاب الحظر والاباحت میں لکھی ہے۔ قاضی خان کے زمانہ میں عورت نے اولاد سے بچنے کے لئے ایک دوسری صورت بھی اختیار کرلی تھی اس دوسری صورت کو قاضی خاں نے کتاب النکاح کے فصل زوجیت میں عزل کے نام سے ذکر کیا ہے۔ لکھا ہے۔ لِلزَّوْجِ اَنْ یَّمْنَعَ الْمَرْأَۃَ مِنَ الْعَزْلِ۔ اور بزازیہ نے بھی اسی نام سے کتاب الکراہتہ فی النکاح میں ذکر کیا ہے ابن حجر کی پوری عبارت عنقریب ذکر کی جارہی ہے انھوں نے اس دوسری صورت کو تَعَاطِی الْمَرْأَۃِ مَا یَقْطَعُ الْحَبَلَ مِنْ اَصْلِہٖ۔ اور ابن نجیم نے سَدُّ الْمَرْأَۃِ فَمَ رَحِمِھَا۔ سے ذکر کیا ہے۔ امام طحاوی نے اسقاط کے مسئلہ کو عزل کے عام نام سے ذکر کیا اور جہت کی قید لگا کر حقیقت ظاہر کردی اور شاہ عبدالعزیز نے خصوصی نام سے ذکر کر کے حقیقت امر سے آگاہ کردیا۔ جَزَاھُمَا اللّٰہُ عَنِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ خَیْرًا۔

علماء احناف نے عذر کی وجہ سے ایک سوبیس دن سے پہلے اسقاط کرانے کو جائز قرار دیا ہے۔ امام زیلعی عزل کا جواز ثابت کر کے لکھتے ہیں۔ وَکَذَا الْمَرْأَۃُ یَسَعُھَا اَنْ تُعَالِجَ لِاِسْقَاطِ الْحَبَلِ مَا لَمْ یَسْتَبِنْ شَیْءٌ مِنْ خَلْقِہٖ وَذٰلِکَ مَا لَمْ یَتِمَّ لَہٗ مِائَۃٌ وَعِشْرُوْنَ یَوْمًا۔ یہی حکم ان کے بعد کے تمام فقہا لکھتے چلے آئے ہیں۔ دیکھو فتح القدیر، بحر، نہر، فتاویٰ عالمگیری، ابوالسعود، درمختار اور اس کی شروح کو۔

عذر کے متعلق کوئی ضابطہ یا قانون اس عاجز کی نظر سے نہیں گزرا ہے البتہ بعض مسائل کے بیان میں ائمہ ایسی باتیں لکھ گئے ہیں جن سے عذر کے سمجھنے میں سہولت ہورہی ہے باب الانجاس وتطہیرہا میں ابن ہمام نے لکھا ہے وَقَدْ رُوِیَ اَنَّہٗ (ای الامام) کَرِہَ تَقْدِیْرَہٗ وَقَالَ الْفَاحِشُ یَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ طِبَاعِ النَّاسِ۔ اور بابُ مَا یُوْجِبُ الْقَضَاءَ وَالْکَفَّارَۃَ میں لکھا ہے وَالتَّحْقِیْقُ اَنَّ الْمُفْتِیَ فِی الْوَقَائِعِ لَا بُدَّ لَہٗ مِنْ ضَرْبِ اجْتِھَادٍ وَمَعْرِفَۃٍ بِاَحْوَالِ النَّاسِ وَقَدْ عُرِفَ اَنَّ الْکَفَّارَۃَ تَفْتَقِرُ اِلٰی کَمَالِ الْجِنَایَۃِ فَیَنْظُرُ فِیْ صَاحِبِ الْوَاقِعَۃِ اِنْ کَانَ مِمَّنْ یُعَافُ طَبْعُہٗ ذٰلِکَ اَخَذَ بِقَوْلِ اَبِیْ یُوْسُفَ وَاِنْ کَانَ مِمَّنْ لَا اَثَرَ لِذٰلِکَ عِنْدَہٗ اَخَذَ بِقَوْلِ زُفَرَ۔ حضرت امام عالی مقام نے تقدیر فاحش کو پسند نہیں فرمایا ہے۔ حالاں کہ وہاں ظاہری نجاست کا مسئلہ درپیش تھا۔ اور یہاں اولاد سے بچنے کا عذر اگر

Marfat.com

ظاہری ہوتا ہے تو غیر ظاہری بھی ہوتا ہے مثلاً اگرچہ بظاہر عورت کی صحت اچھی ہے لیکن وہ سلسلۂ توالد کے مزید بوجھ برداشت کرنے کی سکت اپنے میں نہیں پاتی۔ اور وہ مانع حمل ذرائع اختیار کرتی ہے تو کچھ بُرا نہیں کرتی۔ وہ عورت جو چار گز کی انگنائی میں پلی ہو اس کے لیے سفر زحمت ہے بلکہ السفر قطعۃ من العذاب ہے۔ لیکن ایک خانہ بدوش عورت جس کا صحنِ خانہ جنگلات و میادین ہیں اس کے لئے سفر از اسباب تسلیہ و راحت ہے۔ وہ گداگر جس کا اپنا اور اس کی بیوی بچوں کا گزارہ گداگری پر ہے اس کے لئے قلت مال کا کیا سوال۔ البتہ جو شخص پانی نمک تک کسی سے طلب نہیں کر سکتا اس کے لئے قلّت مال عذر وجیہ ہے۔ [1] حضرت امام غزالی نے استبقائے حسن و جمال و فربہی کو بھی عذر مشروع شمار کیا ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے [2] تنکح المرأۃ لاربع لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک [3] جس عورت سے نکاح ہی اس کے حسن و جمال کی وجہ سے ہوا ہے وہ اپنے حسن و جمال کی حفاظت یقیناً کرے گی اللہ نے اس کو زینت اور حسن عطا کیا ہے وہ اس نعمت کو برقرار رکھنا چاہے گی۔ کثرت توالد سے حسن زائل ہوتا ہے لہذا وہ سلسلۂ توالد بند کر سکتی ہے۔

جس کو عذر درپیش ہے وہ اپنے عذر پر سنجیدگی سے نظر ڈالے اپنے احوال اور کیفیات کو دیکھے۔ اگر وہ اولاد کے مزید بوجھ اٹھانے سے اپنے کو قاصر پاتا ہے اور اس فعل پر اس کا ضمیر اس کو ملامت نہیں کرتا ہے وہ مجبور ہے۔ کسی کے عذر اور مجبوری کا کوئی دوسرا شخص صحیح اندازہ لگا ہی نہیں سکتا ہے۔

وہ دوسری صورت جو عورت نے نکالی ہے۔ قاضی خاں نے اس کو عزل کے نام سے لکھا ہے اور پھر بزازیہ نے بھی یہی نام لکھا ہے۔ بزازیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کا زمانہ تقریباً ایک ہے ابن حجر نے وضاحت سے اس کا ذکر کیا ہے اس لئے ان کی عبارت نقل کی جاتی ہے۔ مآخذ کے بیان میں جلد و صفحہ کا بیان موجود ہے۔ لکھتے ہیں۔

ویتنزع من حکم العزل معالجۃ المرأۃ اسقاط النطفۃ قبل نفخ الروح فمن قال

[1] الجامع الصغیر ج ۲ ص ۲۲ [2] امام غزالی کے نقطہ نظر میں ملاحظہ کریں [3] مشکٰوۃ کتاب النکاح

Marfat.com

بِالْمَنْعِ فَفِي هٰذِهٖ اَوْلٰى۔ وَمَنْ قَالَ بِالْجَوَازِ يُمْكِنُ اَنْ يَلْتَحِقَ بِهٖ هٰذَا اَوْ يُمْكِنُ اَنْ يُفَرِّقَ بِاَنَّهٗ اَشَدُّ لِاَنَّ الْعَزْلَ لَمْ يَقَعْ فِيْهِ تَعَاطِي السَّبَبِ وَيَلْتَحِقُ بِهٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ تَعَاطِي الْمَرْأَةِ مَا يَقْطَعُ الْحَبَلَ مِنْ اَصْلِهٖ وَقَدْ اَفْتٰى بَعْضُ مُتَاَخِّرِي الشَّافِعِيَّةِ بِالْمَنْعِ وَهُوَ مُشْكِلٌ عَلٰى قَوْلِهِمْ بِاِبَاحَةِ الْعَزْلِ مُطْلَقًا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عزل کے مسئلہ سے اس مسئلہ کا حکم بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ عورت بعض تدابیر اختیار کر کے حمل میں جان پڑنے سے پہلے نطفہ کو ضائع کر دے۔ جس نے عزل سے منع کیا ہے وہ اس صورت سے (اسقاط سے) بطریق اولیٰ منع کرے گا۔ اور جس نے عزل کرنے کو جائز کہا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اس صورت کو عزل ہی کا حکم دے اور ممکن ہے کہ وہ عزل کے حکم میں اور اس صورت کے حکم میں فرق کر دے کیوں کہ یہ صورت عزل سے شدید ہے۔ عزل میں کسی ذریعہ کو اختیار نہیں کیا جاتا اور اس صورت میں ذرائع سے کام لیا جاتا ہے۔ معالجے کے بعد ہی اسقاط ہوا کرتا ہے۔ اسقاط کے مسئلہ سے ملتا ہوا مسئلہ یہ بھی ہے کہ عورت ایسے ذرائع اختیار کرلے جو حمل کے سلسلہ کو جڑ ہی سے کاٹ دیں۔ علماء شوافع کے بعض متاخرین نے اس صورت کے منع کا فتویٰ دیا ہے۔ ان کا یہ فتویٰ اشکال میں ڈال رہا ہے کیوں کہ وہ عزل کو مطلقاً مباح کہتے ہیں واللہ اعلم۔

علامہ ابن حجر نے اس مختصر عبارت میں مسئلہ کو اصولی طور پر اس طرح بیان کیا ہے کہ تمام ائمہ کے اختلافات کی وجہ ظاہر ہوگئی ہے۔ قاضی خان نے اور پھر بزازیہ نے اسقاط کا ذکر اسقاط کے نام سے ایک جگہ کیا ہے اور دوسری جگہ کسی نئی صورت کا ذکر عزل کے نام سے کیا ہے۔ اس نئی صورت کے سمجھنے میں دقت درپیش تھی ابن حجر کی عبارت سے وہ دقت بھی بفضل اللہ و احسانہ رفع ہوئی۔ ابن حجر نے شوافع کے علماء متاخرین کا ذکر کیا ہے انہوں نے ممانعت کا فتویٰ دیا ہے قاضی خاں اسی دور کے علمائے احناف میں سے ایک فرد عالی قدر ہیں انہوں نے اس نئی صورت کو اس کی کیفیت سے بیان کر کے عورت کے عزل سے اور اس کے حکم سے آگاہ کر دیا۔

اسقاط بہ نسبت عزل کے شدید ہے۔ اسقاط میں ذرائع کو اختیار کیا جاتا ہے اور جائز اسقاط میں تیسرے۔ چوتھے۔ پانچویں اور چھٹے اطوار کی تضییع ہوا کرتی ہے عزل میں صرف دوسرے طور کی تضییع عمل میں آتی ہے۔ چھٹا

Marfat.com

طور یقیناً پانچویں سے اور پانچواں چوتھے سے اور چوتھا تیسرے سے اور تیسرا دوسرے سے شدید ہے۔ اور عورت کا عزل کرنا یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جو سلسلۂ ولادت کو جڑ سے کاٹ دے۔ صحیح معنیٰ میں عزل ہے کیوں کہ اس صورت میں صرف نطفہ ہی ضائع ہوتا ہے۔ اس کے بعد کے اطوار کی تضییع نہیں ہوتی۔ البتہ اس صورت میں شدت دوسری حیثیت سے آگئی ہے کہ عزل امتناعِ حمل کی عارضی صورت ہے اور عورت کا عزل امتناعِ حمل کی دائمی صورت ہے اس عاجز نے یہ وضاحت اس لیے کر دی تاکہ مسئلہ کے سمجھنے میں سہولت رہے۔

علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ جن علماء کرام نے عزل کرنے کو ناجائز کہا ہے ان کے نزدیک اسقاط کے جواز کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کیوں کہ اسقاط اشد ہے۔ اور جن علماء کرام نے عزل کے جواز کا فتویٰ دیا ہے وہ اسقاط کو جائز بھی کہہ سکتے ہیں اور ناجائز بھی۔ جواز کی وجہ یہ ہے کہ مرد نے اپنی ضرورت کو عزل کر کے پورا کیا اور عورت اپنی ضرورت کو اسقاط کی شکل میں پورا کر رہی ہے اگرچہ عزل اور اسقاط میں عمل کے لحاظ سے تفاوت ہے لیکن مقصد کے لحاظ سے کہ اولاد نہ ہو کچھ تفاوت نہیں ہے اولاد سے وابستہ حقوق میں والدہ بھی اسی طرح حقدار ہے جس طرح والد ہے۔ امام کاسانی لکھتے ہیں یُکْرَہُ لِلزَّوْجِ اَنْ یَّعْزِلَ عَنْ اِمْرَأَتِہِ الْحُرَّۃِ بِغَیْرِ رِضَاھَا لِاَنَّ الْوَطْیَ عَنِ انْزَالٍ سَبَبٌ لِحُصُوْلِ الْوَلَدِ وَلَھَا فِی الْوَلَدِ حَقٌّ وَبِالْعَزْلِ یَفُوْتُ الْوَلَدُ فَکَاَنَّہُ سَبَبٌ لِفَوَاتِ حَقِّھَا۔ اور جن علماء کرام نے عزل کو جائز قرار دیا ہے وہ اسقاط کو ناجائز بھی قرار دے سکتے ہیں کیوں کہ اسقاط اشد ہے اور اشد کو اخف پر حمل نہیں کیا جاتا۔ اس کے بعد ابن حجر نے اس صورت کا ذکر کیا ہے جو ولادت کے سلسلہ کو بالکل بند کرتی ہے، اس صورت کے سلسلہ میں بعض علماء شوافع کا ذکر بھی کیا ہے کہ انھوں نے اس صورت کو ممنوع قرار دیا ہے بعض علماء کے اس فیصلہ پر ابن حجر نے گرفت کی ہے کہ ان کا یہ فتویٰ قاعدہ کی رو سے درست نہیں ہے کیوں کہ شوافع کے نزدیک عزل کی اجازت کسی شرط اور قید سے وابستہ نہیں ہے۔ مرد کو عزل مطلق کی اجازت ہے۔ وہ اول دن سے آخر حیات تک عزل کر سکتا ہے۔ جب اس کو یہ سہولت مل چکی ہے تو عورت کو ایسی صورت اختیار کرنے سے کس بنا پر منع

Marfat.com

علمائے احناف اعلی اللہ درجاتہم نے مسئلہ کو اس کے ہر دور میں اصولی طور پر طے کیا ہے۔ صحیح احادیث شریفہ کی رُو سے عزل کو جائز قرار دیا۔ اور عورت کے حق کی حفاظت کے لیے اس سے اجازت حاصل کرنے کی شرط لگا دی۔ اور دوسری طرف عورت کو اسقاط کرنے کی اجازت دے دی تاکہ جو بھی اولاد کی زیر باری سے اپنے کو بچانا چاہے بچا سکے۔ امام زیلعی لکھتے ہیں۔ اَلْعَزْلُ لَيْسَ بِمَكْرُوْهٍ بِرِضَا امْرَأَتِهِ الْحُرَّةِ اَوْ بِرِضَا مَوْلٰى امْرَأَتِهِ الْاَمَةِ وَفِى الْاَمَةِ الْمَكْرُوْهِ بِغَيْرِ رِضَاهَا۔ پھر احادیث شریفہ نقل کی ہیں اور پھر لکھا ہے۔ وَكَذٰلِكَ الْمَرْأَةُ يَسَعُهَا اَنْ تُعَالِجَ لِاِسْقَاطِ الْحَمْلِ مَالَمْ يَتَبَيَّنْ شَيْءٌ مِنْ خَلْقِهِ وَذٰلِكَ مَالَمْ يَتِمَّ لَهٗ مِائَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا۔ چھٹی صدی کے ائمہ نے فساد زمان کی وجہ سے اجازت کی شرط ساقط کر دی۔ لکھا ہے لِمَا يُخَافُ عَلَى الْوَلَدِ مِنْ سُوْءِ الزَّمَانِ۔ یعنی زمانہ کی خرابی سے بچے پر ڈرتے ہوئے بلا اجازت عزل کر سکتا ہے اور عورت بھی بلا اجازت اسقاط کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے يُبَاحُ اِسْقَاطُ الْوَلَدِ قَبْلَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ بِلَا اِذْنِ الزَّوْجِ۔ اور جب عورتوں نے وہ صورت اختیار کی جو ولادت کے سلسلہ کو بند کرتی ہے۔ ائمۂ احناف نے تم اس سے منع کیا جیسا کہ بعض شوافع نے کیا ہے اور نہ اُس کو ناجائز قرار دیا کیوں کہ عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اولاد پیدا کرنے کے سلسلہ میں اَبَوَیْن کو مشقت میں نہیں ڈالا جا سکتا چوں کہ اولاد میں زوجین کا حق ہے اور نکاح کا مقصد بھی اولاد ہے۔ اس لئے علماء نے فرمایا کہ خاوند کی رضامندی سے ایسی صورت اختیار کی جائے لِلزَّوْجِ اَنْ يَّمْنَعَ الْمَرْأَةَ مِنَ الْعَزْلِ (قاضی خان) وللمرأۃ منع امرأتہا من العزل (بزازیہ) اگر خاوند کی اجازت سے عورت یہ صورت اختیار کرے اس کے جواز میں اختلاف نہیں ہے۔ بلا اجازت کی صورت میں البتہ کلام ہے۔ علامہ زین الدین ابن نجیم نے اس صورت کے متعلق لکھا ہے وینبغی ان یکون سد المرأۃ فم رحمہا کما تفعلہ النساء لمنع الولد حراما بغیر اذن الزوج قیاسا علی عزلہ بغیر اذنہا۔ اولاد نہ ہونے کے لئے عورتوں کا اپنے رحم کے منہ کو بند کرانا جیسا کہ وہ کراتی ہیں بلا اجازت شوہر کے ناجائز ہونا چاہیے۔

Marfat.com

جس طرح پر بلا اجازتِ زوجہ خاوند کا عزل کرنا ناجائز ہے۔ ان کے بھائی سراج الدین عمر نے اپنے بھائی کے اس قول پر لکھا ہے کہ فسادِ زماں کی وجہ سے مشائخ نے بلا اجازت عزل کرنے کو جائز قرار دے دیا ہے لہٰذا عورت کو بھی جائز ہے کہ بلا اجازت رحم کے منہ کو بند کرالے یہ ہے علمائے احناف کا فقہی اور اصولی طریقہ فرحمہم اللّٰہ ورضی عنہم۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے لکھا ہے "اگرچہ اس میں جان کا قتل نہیں ہو رہا ہے لیکن دوسری خرابیاں پائی جاتی ہیں جیسے اللّٰہ کی رزّاقی پر بھروسہ نہ ہونا اور اللّٰہ کے فعل کا معارضہ کرنا۔ باوجود ان مفاسد اور خرابیوں کے اسقاط کرانا جائز ہے"۔ آپ نے یہ عبارت لکھ کر عزیمت اور رخصت کے مراتب سے آگاہ کر دیا۔ یا بہ الفاظِ دیگر آپ نے عوام اور خواص کے احکام کا فرق ظاہر کر دیا۔ کہ عوام کے لئے اللّٰہ جل شانہٗ وعم احسانہٗ کی صفات کاملہ پر اجمالی طور پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر اتنا ایمان لانا کہ اولاد کے قتل سے بچ جائے لازمی ہے۔ جو شخص روپیہ پیسہ جمع کرتا ہے کیا اس کا فعل کمالِ توکل کے منافی نہیں ہے۔ ان امور کا بیان شیخ الاسلام پیرِ ہرات حضرت خواجہ عبداللّٰہ انصاری متوفی ۴۸۱ھ قدس اللّٰہ سرہٗ الاقدس نے اپنے رسائل میں خوب ہی کیا ہے ایک رسالہ فارسی میں ہے اس کا نام صد میدان ہے۔ کابل میں چھپا ہے۔ دوسرا رسالہ عربی میں ہے اس کا نام منازل السائرین ہے۔ علامہ ابن تیمیہ اور علامہ ابن قیم نے اس کی بہت ہی عمدہ اور لطیف شرح لکھی ہے۔ اس شرح کو مطالعہ کر کے علامہ ملا علی قاری ان دونوں افراد کی جلالتِ قدر اور ان کی ولایت کے قائل ہو گئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں[1]

---

[1] جمع الوسائل شرح الشمائل ج ۱ ص ۱۶۸۔

Marfat.com

وَمِنْ طَالِعِ شَرْحِ مَنَازِلِ السَّائِرِیْنَ تَبَیَّنَ لَہٗ اَنَّہُمَا کَانَا مِنْ اَکَابِرِ اَہْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَمِنْ اَوْلِیَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ۔ یہ عاجز کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر بھروسہ کا بیان ان الفاظ مبارکہ سے ایک حدیث شریف میں آیا ہے[1]۔ لَوْ اَنَّکُمْ تَتَوَکَّلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمْ کَمَا یَرْزُقُ الطَّیْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا۔ اللہ تعالیٰ پر جیسا بھروسہ کرنا چاہیے اگر تم کرو تو وہ تم کو پرندوں کی طرح روزی دے گا۔ پرندہ صبح کو خالی پوٹا لئے نکلتا ہے اور جب پلٹتا ہے بھرا پوٹا لئے پلٹتا ہے۔ توکل اور اللہ پر بھروسہ کرنے والے کی یہی کیفیت ہو۔ پرندہ اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے دوسرے وقت کے واسطے کچھ بچا کر رکھ ہی نہیں سکتا۔ بندے کی یہی کیفیت ہو کہ ایک ذرہ تک دوسرے وقت کے واسطے نہ بچائے۔ بلکہ وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر بچا کر رکھ ہی نہ سکے۔

اے مرغِ سحر عشق زپروانہ بیاموز　　کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اگر سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۳ نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ سے عزل کا جواز ثابت کیا ہے امام شافعی نے سورۂ نساء کی تیسری آیت وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔ سے اہل وعیال کی کمی کا استحسان ثابت کیا ہے وہ کہتے ہیں قراءاتِ متواترہ میں اَلَّا تَعُوْلُوْا کا لفظ عَالَ یَعُوْلُ عَوْلًا سے آیا ہے جو کہ واوی ہے۔ اس لفظ کا مشہور ترجمہ ظلم اور جور کرنا ہے۔ اور غیر مشہور ترجمہ عیال کا زیادہ ہونا ہے۔ اس آیت شریفہ میں یہ دوسرا ترجمہ مراد ہے۔ آپ کے قول کی رو سے آیت شریفہ کا ترجمہ اس طرح پر ہے: "اگر تم کو یتیموں کے ساتھ انصاف نہ کر سکنے کا ڈر ہو تو حسب خواہش دو دو تین تین چار چار نکاح کر لو اور اگر تم کو نا انصافی کا کھٹکا ہو تو پھر ایک ہی یا پھر لونڈیاں جو تمہارے ہاتھ میں ہیں کثرت عیال سے بچنے کے لئے تمہارے واسطے یہ صورت زیادہ قریب ہے۔"[2] امام شافعی پر بعض ائمہ ادب نے اعتراض کیا ہے جیسے ثعلبی۔ ابو بکر رازی زجاج جرجانی

---

[1] مشکات باب توکل ج۲

[2] لسان العرب ج۱۳ ص۱۵ اور کشاف شیخ زادہ۔ روح المعانی اور فتح البیان کو دیکھو۔

Marfat.com

وغیرہم۔ ان افراد نے کہا ہے ترجمہ کا مدار اہل لسان سے سننے پر ہے اور اہل لسان سے عَالَ یَعُوْلُ عَوْلاً کا یہ ترجمہ مسموع نہیں ہے بلکہ یہ ترجمہ عَالَ یَعِیْلُ عَیْلاً وَعَیْلَۃً وعیولاً ومعیلاً۔ کا ہے جو کہ یائی ہے اگر آیت میں یہ ترجمہ مراد ہوتا تو اَلاَّ تَعِیْلُوْا وارد ہوتا۔

امام شافعی کی طرف سے دیگر ائمہ نے کہا ہے اعتراض کرنے والے حضرات عجلت کر گئے ہیں اگر انھوں نے یہ ترجمہ اہل لسان سے نہیں سنا ہے اوروں نے سنا ہے امام کسائی جو نحو اور قرأت کے امام ہیں اور امام ابوعمرو بصری کی قرأت کے ایک راوی دُوری اور ازہری اور اصمعی عرب کے بادیہ نشین فصحاء سے یہ ترجمہ نقل کرتے ہیں بلکہ دُوری یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ قبیلہ حمیر میں مستعمل ہے اور اس سلسلے میں وہ ایک شعر بھی شاہد لائے ہیں۔ اور پھر امام شافعی وہ پہلے شخص نہیں ہیں جنھوں نے یہ ترجمہ کیا ہے بلکہ آپ سے پہلے زید بن اسلم اور جابر بن زید نے یہی ترجمہ کیا ہے اور یہ دونوں حضرات اجلّہ تابعین میں سے ہیں۔ اور پھر خود امام شافعی عربی ہیں اور ان کی فصاحت مسلّم ہے۔ ابوحاتم نے کہا ہے۔ شافعی کا قول حجت ہے وہ عربی فصیح ہیں۔ اور پھر امام طاؤس کی قرأت میں یہ لفظ اَلاَّ تُعِیْلُوْا آیا ہے۔ لہٰذا امام شافعی کا قول از روئے لغت اور سماع اور قرأت درست ہے۔

بعض حضرات عزل اور ملحقات عزل کی قباحت ثابت کرنے کے لیے تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ اور تَنَاکَحُوْا تَکْثُرُوْا۔ اور ان کے ہم معنیٰ دوسری احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ عاجز کہتا ہے۔ کہ یہ حضرات ان احادیث کو بھی مطالعہ کر لیں جن سے قلتِ عیال کا استحسان پوری طرح ثابت ہو رہا ہے۔ جیسے مشکات کے کتاب الرقاق کی یہ حدیث۔ اَغْبَطُ اَوْلِیَائِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِنَ الصَّلٰوۃِ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ نَقَرَ بِیَدِہٖ فَقَالَ عُجِّلَتْ مَنِیَّتُہٗ قَلَّتْ بَوَاکِیْہِ قَلَّ تُرَاثُہٗ اگر مرقات میں اس کی شرح اور خاص کر عُجِّلَتْ مَنِیَّتُہٗ کا بیان دیکھ لیا جائے بہتر ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰہُ مِنْھُمْ اور النہایہ میں اَلْحَاذ کے بیان میں دو حدیثیں ہیں۔ اَغْبَطُ النَّاسِ الْمُؤْمِنُ الْخَفِیْفُ الْحَاذِ اور لَیَاْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یَغْبِطُ فِیْہِ الرَّجُلُ بِخِفَّۃِ الْحَاذِ کَمَا یَغْبِطُ الْیَوْمَ اَبُوالْعَشَرَۃِ خَفِیْفُ الْحَاذِ کا مطلب اہل وعیال اور مال کی کمی والا ہے۔ ضَرَبَہٗ مَثَلاً لِقِلَّۃِ الْمَالِ وَالْعِیَالِ۔

Marfat.com

یہ عاجز کہتا ہے مسائل میں مختلف احادیث اور آثار ہوا ہی کرتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی حضرات ائمہ مجتہدین میں اختلاف ہی کیوں ہوتا۔ مسئلہ عزل میں بھی یہی کیفیت ہے۔ امام غزالیؒ نے اس مسئلہ میں چار مذاہب کا ذکر کیا ہے[1]۔ حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ عاجز بیان کر چکا ہے ان کے مذہب میں عزل جائز ہے۔ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ بدائع اور عالمگیری میں ہے اسی طرح اسقاط جائز ہے غیر مکروہ ہے جیسا کہ امام طحاوی نے کہا ہے۔ تعجب ہے کہ اب کسی مصلحت یا کسی اسکیم کی مخالفت کی بنا پر حنفی مذہب کو پیش نہیں کیا جا رہا ہے بلکہ عزل کو ناجائز کہنے والے ائمہ کے استدلالات کو تلاش کر کے لکھا جا رہا ہے۔ ہمارے ائمہ کے سامنے یہ سب چیزیں تھیں۔ انھوں نے ان سب کو دیکھا۔ سمجھا اور پھر خلاصہ کر کے مسئلہ کو ہمارے سامنے رکھ دیا۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے[2] کہ اعمش نے ابو یوسف سے کہا تمھارے صاحب ابو حنیفہؒ نے کس بنا پر عبداللہ (ابن مسعود) کے قول عِتْقُ الْاَمَةِ طَلَاقُهَا کو چھوڑا ہے ابو یوسفؒ نے کہا تمھاری روایت کی وجہ سے جو تم ابراہیم سے اور وہ اسود سے اور وہ عائشہ سے کرتے ہیں اَنَّ بَرِيْرَةَ حِيْنَ اُعْتِقَتْ خُيِّرَتْ یہ سن کر اعمش نے کہا یقیناً ابو حنیفہؒ سمجھ دار ہیں۔ اور ایک دوسری کتاب میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سے اعمش کی بات ہوئی اور اعمش نے ابو حنیفہ سے کہا۔ يَا مَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ اَنْتُمُ الْاَطِبَّاءُ وَ نَحْنُ الصَّيَادِلَةُ۔ اے فقہا کی جماعت تم لوگ اطبا اور معالج ہو اور ہم راویان حدیث شریف اجزا فروش اور عطار ہیں۔ ہمارے حضرات اطبا نے عزل اور ملحقات عزل کے متعلق جو نسخہ ہمارے واسطے تجویز کر دیا ہے وہی بہتر ہے اوروں کے نسخوں سے ہم کو بحث نہیں ہے۔

فاتح مصر اور پھر مصر کے پہلے مسلم حکمراں صحابی جلیل عمرو بن العاص نے مصر میں جامع مسجد بنائی اور اپنی قوم کو خطبہ میں ان الفاظ سے نصیحت کی[3] يَا مَعْشَرَ الْقُرَيْشِ اِيَّاكُمْ وَخِلَالًا اَرْبَعَةً فَاِنَّهَا تَدْعُوْا اِلَى النَّصَبِ بَعْدَ الرَّاحَةِ وَاِلَى الضِّيْقِ بَعْدَ السَّعَةِ وَاِلَى الْمَذَلَّةِ بَعْدَ الْعِزَّةِ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْعِيَالِ وَاِخْفَاضَ الْحَالِ وَتَضْيِيْعَ الْمَالِ وَالْقِيْلَ بَعْدَ الْقَالِ مِنْ غَيْرِ دَرْكٍ وَلَا نَوَالٍ۔ اے قریش کی جماعت اپنے کو چار چیزوں سے بچاؤ ان کی وجہ سے آرام کے بعد تکلیف،

[1] دیکھو امام غزالی کا نقطہ نظر اسی رسالہ میں [2] تاریخ بغداد ج ۱۳ صفحہ ۳۴۰ [3] دیکھو النجوم الزاہرہ۔

Marfat.com

فراخدستی کے بعد تنگدستی۔ اور عزت کے بعد ذلت سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں۔ بیوی بچوں کی کثرت، احوال کی پستی، مال کی فضول خرچی اور بے سوچے سمجھے بے کار کی بات۔ تم ان سے اپنے کو دور رکھو۔ کیا کوئی صحابی مکرم ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کے خلاف لب کشائی کر سکتا ہے اور پھر ایسے جلیل القدر صحابی اور پھر حضرت عمرؓ جیسے خلیفہ راشد کے دور میں، جو اپنے عمال کی ہر بات پر نظر رکھتے تھے اور پھر ان سے کڑی باز پرس کیا کرتے تھے۔ کلا ورب الکعبۃ

حضرت عمر کے سامنے پیش آمدہ واقعے اور حضرت علیؓ کے استدلال اور پھر امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے استدلالات اور ائمۂ عالی قدر طحاوی، کاسانی، قاضی خاں، بزازیہ، زیلعی، ابنِ ہمام، غزالی، ابنِ قیم، ابنِ حجر وغیرہم کے اقوال سے یہ عاجز عزل اور ملحقات عزل کے مسئلہ کو اس طرح پر سمجھا ہے۔

۱۔ بیوی کی رضامندی پر عزل جائز ہے یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے (جصاص) جب وہ بات ہی نہ رہی کہ جس کی بنا پر عزل کو مکروہ کہا جا سکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اباحت ثابت ہو چکی ہے، بیوی کی رضامندی پر جو بھی عزل کرنا چاہے اس کے لئے کوئی کھٹکا نہیں ہے (طحاوی) بیوی کی رضامندی پر عزل مکروہ نہیں ہے (کاسانی) اور (زیلعی) صحیح قول عزل کا جواز ہے (ابنِ ہمام) عزل کا جواز صحیح مشہور روایات سے بلاشبہ ثابت ہے۔ (شاہ عبد العزیز)

۲۔ فساد زماں کی وجہ سے اجازت کی شرط چھٹی صدی سے ساقط کر دی گئی ہے۔ اب بلا اجازت عزل مباح ہے۔ فی زمننا یباح لسوء الزمان۔ قاضی خاں۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔

۳۔ حضرت علی نے اسقاط کا مسئلہ حل کیا۔ ائمہ احناف نے آپ ہی کے قول کو لیا کہ چھٹے طور تک کی تضییع جائز ہے۔ یعنی جب تک کہ حمل میں جان نہیں پڑی ہے اور وہ موات ہے۔ اور اس کی مدت کا اندازہ ایک سو بیس دن کیا ہے۔ علما نے کہا ہے کہ اس مدت

لہ قیل لبشر الحافی لم لا تتزوج قال لو اظلنی زمان عمر لاعطانی کنت اتزوج۔ شذرات الذہب ج ۲ ص

Marfat.com

میں عورت کسی عذر کی وجہ سے بلا اجازت اپنے شوہر کے اسقاط کرا سکتی ہے۔ اِطلَاقُ قَوْلِهِمْ يُفِيدُ عَدَمَ تَوَقُّفِ جَوَازِ إِسْقَاطِهَا قَبْلَ الْمُدَّةِ الْمَذْكُورَةِ عَلَى إِذْنِ الزَّوْجِ (طحاوی) يُبَاحُ إِسْقَاطُ الْوَلَدِ قَبْلَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَلَوْ بِلَا إِذْنِ الزَّوْجِ (درمختار) اسقاط کرانا غیر مکروہ ہے۔ غَيْرُ مَكْرُوهٍ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ۔ (طحاوی) اسقاط کرانے سے عورت گنہگار نہیں ہوتی۔ لَا تَأْثَمُ (قاضی خاں) اگرچہ اسقاط میں دوسرے مفاسد پائے جاتے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ جائز ہے۔
(شاہ عبد العزیز)

۴۔ عورت عزل کر سکتی ہے یعنی عورت ایسی صورت اختیار کر سکتی ہے جو سلسلۂ ولادت کو جڑ سے کاٹ دے۔ (مَا يَقْطَعُ الْحَبَلَ مِنْ أَصْلِهِ) چھٹی صدی کے ائمہ نے اس صورت میں خاوند کے واسطے منع کرنے کا حق رکھا ہے۔ لِلزَّوْجِ أَنْ يَمْنَعَ الْمَرْأَةَ عَنِ الْعَزْلِ (قاضی خاں)

لمحۂ فکر

اجلۂ علمار احناف نے آٹھ سو سال پہلے عزل کی تین صورتوں کو بیان کیا۔ اور اس کا حکم لکھ دیا۔ ان حضرات نے ایک جگہ بھی اختصار یا تغیر خلق اللہ یا حدیث تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ کا ذکر نہیں کیا ہے ہر موقع پر مسئلہ کو اس کی اپنی ذات کے اعتبار سے دیکھا اور حکم تجویز کیا کہیں اجازت لینے کی شرط رکھی۔ کہیں عذر کا ہونا ضروری قرار دیا۔ کہیں خاوند کے واسطے منع کرنے کا حق تسلیم کیا۔ ایک جگہ بھی ان حضرات نے دوسری وجوہات کی بنا پر ناجائز قرار دینے کی کوشش نہیں کی۔ یہ عاجز انہی اکابر کا متبع ہے۔ انہی کے طریقہ کو اس نے بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر بھروسہ کا سوال کہاں نہیں اٹھ سکتا مال و دولت کا جمع کرنا کیا بظاہر توکل کے منافی نہیں ہے؟ ائمۂ اعلام اس قسم کی باتیں نکال سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے نہیں نکالیں انھوں نے اپنے امام کے قول پر نظر رکھی کہ اشیار میں اباحت اصل ہے۔ حرمت عارضی ہے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے اصل کو نہ چھوڑا جائے اور ارشاد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات۔ يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا۔ پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ ان اطبائے امت مرحومہ نے (جیسا کہ حضرت اعمش نے کہا ہے) زمانہ پر نظر ڈالی۔ ناخلف اولاد سے اجتناب کے لیے اجازت کی شرط کو ساقط کر دیا۔ اور پھر لکھتے ہیں۔ فَلْيُعْتَبَرْ مِثْلُهُ مِنَ الْأَعْذَارِ

Marfat.com

مُنْقِطًا لِإِذْنِهَا۔

آٹھ سو سال پہلے جو صورت عورت نے اختیار کی ہے کہ اولاد نہ ہونے کا سلسلہ بالکل بند ہو جائے کیا یہ صورت عمل جراحی کو شامل نہیں ہو سکتی اور کیا مرد کی نسبندی میں اس کے سوا اور کچھ ہوتا ہے۔ امام قاضی خاں نے جو حکم عورت کے عزل کے واسطے تجویز کیا ہے کیا وہ حکم نسبندی کے واسطے تجویز نہیں کیا جا سکتا کہ زوجہ کے لیے حق ہے کہ وہ اپنے خاوند کو اس صورت کے اختیار کرنے سے منع کرے۔

اس عاجز نے ائمہ کا مسلک بیان کیا۔ اور پانچویں ملاحظہ میں صاف طور پر لکھ دیا۔ "وہ افراد جن کی آمدنی اچھی ہے اور ان کو خرچ کی فکر نہیں ہے وہ اپنی بساط کے موافق نسل بڑھائیں بلکہ عدل کو ہاتھ سے نہ دینے کی صورت میں فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ۔ پر عمل کریں۔ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ" باوجود اس کے بعض افراد اس عاجز کے رسالہ کو اسکیم کی حمایت کا نام دیتے ہیں۔ کیا اسکیم میں تعدد زوجات کے لئے گنجائش ہے کیا اسکیم نے تعدد زوجات کے لیے عدل کو شرط رکھا ہے۔ کیا اسکیم کی اولاد کے سلسلہ میں یہ ہدایت ہے کہ اتنی اولاد پیدا کرو جن کی تربیت کر سکو۔ اگر اسکیم یہ کہتی ہے تو یہی شریعت کہتی ہے اور یہی اس عاجز نے بیان کیا ہے۔

إِنْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ ——— فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ إِنِّي رَافِضِي

بلا وجہ کسی پر الزام لگانا ٹھیک نہیں۔ اسکیم کا تعلق حکومت اور اس کی سیاست سے ہے اور رسالہ کا تعلق شریعت اور اس کی جامعیت سے ہے کہاں ایک ملک اور مملکت کی خوشحالی کے اسباب اور کہاں ایک فرد اور عاجز کی فارغ البالی کا سامان۔ کہاں ملک اور اجتماع کا خیر و شر اور کہاں گھر گھر کی مصلحت پر نظر بَيْنَهُمَا بُعْدُ الْمَشْرِقَيْنِ بَلْ أَكْثَرُ۔

کجا احکام شرع پاک رحمانی ——— کجا ایں رسم و آئینِ جہانبانی

کیا اسکیم کی مخالفت کی بنا پر ہر شخص سے کہا جائے گا کہ وہ دوسرا نکاح کر لے اور پھر تیسرا اور پھر چوتھا۔ چاہے سب کے حقوق پامال کرے۔ چاہے وہ[1] فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا

[1] سورۂ نساء آیت ۳۔

Marfat.com

فَوَاحِدَۃً" کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر نکاح دوم یا سوم و چہارم کے سلسلہ میں یہ بات نہیں کہی جائے گی تو پھر اولاد کے سلسلہ میں والدین کو کس بنا پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ افزائش نسل میں مصروف رہیں اور اپنی استطاعت سے زائد بوجھ اٹھائیں۔ پروردگار جل شانہٗ و عم احسانہٗ کا ارشاد تو یہ ہے[1] لَا تُکَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَہَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَۃٌ بِوَلَدِھَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّہٗ بِوَلَدِہٖ یعنی کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی مگر اس کی استطاعت کے موافق۔ ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے ضرر نہ پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچہ کی وجہ سے۔ یقیناً سب کا رکھوالا اور رزاق اللہ ہی ہے۔ وہ کہتا ہے[2] وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں لیکن ہم اس کو ایک معلوم انداز سے نازل کرتے ہیں — لہٰذا بندہ اپنی استطاعت سے اور جو مقدرت اس کو ملی ہے اس سے تجاوز نہ کرے۔

بعض افراد عزل اور ملحقات عزل کی قباحت ثابت کرنے کے لیے غیر مسلم مفکروں کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں۔ کہاں وہ اور کہاں شریعت کا مسئلہ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است   از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

اس عاجز نے رسالہ میں اگر بعض علمی نکات ذکر کر دئے ہیں یا علماء کرام کے بعض اقوال کا مفہوم بیان کر دیا ہے۔ ان سے علماء کرام اختلاف کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید کی ایک ہی آیت میں امام ابو حنیفہ کچھ بیان فرماتے ہیں اور امام شافعی کچھ ع ہر کسے را عقل و فکر دیگر است جس کا قول بھی علمی توجیہ کو متحمل ہو سکتا ہے چاہے وہ توجیہ اقرب ہو چاہے ابعد۔ اس کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ لہٰذا ایسے امور میں مناقشہ بے سود ہے۔ اصل مسائل کو دیکھنا چاہیے مثلاً ائمہ نے فساد زماں کی علت قائم کر کے سہولت کے ابواب کھول دے۔ یا ائمہ نے عورت کے عزل کا حکم بیان کر کے نسبندی کے حکم کو بیان کرنے کے لیے سہولت بہم پہنچا دی۔ یا اعذار کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔ وَفِی الْاُمَّۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَ

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۲۳۳۔ [2] سورۂ حجر آیت ۲۱۔

Marfat.com

التَّحِیَّۃَ۔ اَلضَّعِیْفُ وَالْکَبِیْرُ وَذُوالْحَاجَۃِ۔ کَمَا اَخْبَرَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہ کہنا کہ جو بھی ضبط تولید کی شکل اختیار کرتا ہے وہ حکومت کی یا اسکیم کی تائید کر رہا ہے اس عاجز کے نزدیک درست نہیں ہے ہر شخص کے حال اور اس کے عذر کو دیکھنا چاہیے۔ اور ھلا شققت قلبہ پر نظر رہنی چاہیے۔

اس عاجز نے اس رسالہ کے تیسرے ملاحظہ میں اِخمادِ نارِ فتنہ کے لیے جو مضمون لکھا ہے بعض حضرات کی نگہیں وہ تک قابل ردّ و تشنیع ہے۔ فَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔ دہلی میں جو فتنہ برپا ہوا تھا۔ تَدَعُ الْحَلِیْمَ فِیْہِمْ حَیْرَانَ کا نمونہ تھا۔ عجب ہے کہ ایسے فتنہ سے باز رکھنے کی سعی بھی مورد طعن ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت مفتی سید مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری مدظلہ العالی کا ایک فتویٰ خاص ان کے ہاتھ کا تحریر کردہ اس عاجز کی نظر سے گزرا ہے۔ اس کا آخری حصہ یہ ہے۔ "جو لوگ اس تحریک کے ذریعہ اس دور میں مسجد کو ویران کرنے کا کام انجام دیتے ہیں کوئی اچھا اور دین کا کام نہیں کرتے ان کے حالات سے با خبر ہوں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

مسئلہ استنباطی و استخراجی اجتہادی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔

اس عاجز نے مسئلہ کے بیان میں جواز اور عدم جواز سے بحث کی ہے کہ آیا اس فعل کے کرنے میں گناہ ہے یا نہیں رہا اولویت اور اتباعِ سنّت اور رضا کا مقام تو وہ کچھ اور ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جو واجبات کو پوری طرح بجالاتے ہوئے مستحبات اور مندوبات کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ

ایں آں سعادتیست کہ حسرت برد براں
جویلئے تاج قیصر و ملکِ سکندری

ایک مسئلہ کی شرعی حیثیت جو سمجھ میں آئی بیان کردی علماء کرام کی سمجھ میں جو صورت صحیح ہو وہ اس کا اظہار فرمائیں۔ حضرت مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی مدظلہ العالی نے اپنی تقریظ میں بہت مناسب لکھا ہے۔

"محض اندیشوں کی بنیاد پر مسئلے کی شرعی گنجائش کو چھپانا حکمت اور دانائی کے خلاف ہوتا ہے۔ قطعی اور آخری فیصلہ کرنا اور اجتماعی حکم دینا کسی ایک شخص یا فرد کا کام نہیں جماعت

Marfat.com

کا کام ہے اور اس کے لئے حضرت مولانا نے غور و فکر کا راستہ کھول دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ عوام کے جذبات سے کھیلنے اور بعض نصوص کے عموم کو بے موقع استعمال کرنے کی بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی۔"

مسئلہ کی جتنی بھی تحقیق ہو بہتر ہے۔ فَاِنَّ الْحَقِیْقَۃَ بِنْتُ الْبَحْثِ

وَاللّٰہُ یَھْدِیْنَا الصَّوَابَ فَاِنَّہٗ ــــ اَھْلٌ لِذٰلِکَ وَفَضْلُہٗ قَدْ عَمَّمَا

صَلَّی الْاِلٰہُ عَلَی الْحَبِیْبِ الْمُصْطَفٰی ــــ وَالْاٰلِ وَالصَّحْبِ الْکِرَامِ وَسَلَّمَا

ضبطِ تولید کے متعلق

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی کا نقطۂ نظر

ازجناب مولانا قاضی سجاد حسین صاحب صدر مدرس مدرسۂ عالیہ فتحپوری دہلی

ضبطِ تولید کا مسئلہ آج کل بین الاقوامی سطح پر زیرِ بحث ہے۔ ہندوستان میں بھی علماء اس مسئلہ پر لکھ رہے ہیں۔ بعض مضامین نظر سے گزرے تو جی چاہا کہ اس مسئلہ پر کچھ سیر حاصل بحث کی جائے۔ یہ مسئلہ علمائے سلف میں بھی زیرِ بحث آیا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عالم نے بھی اس موضوع پر بہت کچھ لکھا ہے سر دست میں ان بحثوں کا خلاصہ ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔ اس مضمون سے میرا مقصد کوئی شرعی فتویٰ دینا نہیں ہے یہ کام تو ارباب فتویٰ کر ہی رہے ہیں میرا مقصد تو صرف اس قدر ہے کہ موافق اور مخالف معلومات اہل علم کے سامنے آجائیں۔

موجودہ دور میں ضبطِ تولید کی مختلف صورتیں زیرِ بحث آرہی ہیں۔ متقدمین کے سامنے صرف ایک صورت عزل کی تھی متقدمین نے اسی صورت سے بحث کی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عزل کے جواز اور عدم جواز میں علمائے اُمت کے مختلف اقوال ہیں۔

Marfat.com

(۱) عزل ہر حال میں مطلقاً جائز ہے۔

(۲) عزل ہر حال میں ناجائز ہے

(۳) عزل لونڈی کے ساتھ جائز اور آزاد عورت کے ساتھ ناجائز۔

(۴) عزل عورت کی رضامندی سے جائز ورنہ نہیں۔

اس آخری قول کی رو سے عزل میں جواز اور عدم جواز محض عورت کی ایذار کی بنیاد پر ہے اس معاملہ میں ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ عزل جائز ہے لیکن ترک فضیلت کی کراہت کے ساتھ۔

یہ واضح رہے کہ شرعی اعتبار سے کراہت کبھی حرمت کی بنار پر ہوتی ہے کبھی تنزیہی ہوتی ہے اور کبھی ترکِ فضیلت کی بنیاد پر ہوتی ہے عزل میں کراہت ترکِ فضیلت کی بنیاد پر ہے جیساکہ کسی شخص کا مسجد میں ذکر اور نماز کے بغیر بیٹھنا۔ یا مکہ میں مقیم کے لیے ہر سال حج نہ کرنا۔ ان چیزوں میں کراہت محض اس لیے ہے کہ فضیلت کا ترک ہوا ہے عزل میں بھی کراہت اسی طرح کی ہوگی۔ اس لیے کہ بچہ پیدا کرنا ایک افضل فعل ہے اور عزل کی وجہ سے اس کا ترک ہوتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان جب اپنی بیوی سے جماع کرتا ہے تو اس جماع کی وجہ سے اس کے لیے ایک ایسی اولاد کا اجر لکھ دیا جاتا ہے جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور شہید ہو گیا ہو۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے فرمایا ہے کہ وہ ایسا بچہ پیدا ہونے کا سبب ہے اور اس نے وہ سبب اختیار کیا ہے جو ایسا بچہ پیدا کرنے کا ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ ہی بچہ پیدا کرنے والا ہے۔ اس کو زندہ رکھنے والا ہے اور اسے جہاد کی طاقت دینے والا ہے۔

ہم نے عزل میں کراہت تحریمی اور تنزیہی کی اس بنار پر نفی کی ہے کہ نہی کو کسی نص کے ذریعہ یا کسی منصوص پر قیاس کے ذریعہ ثابت کیا جا سکتا ہے اور عزل کی مخالفت کے لیے نہ کوئی نص ہے اور نہ کسی منصوص پر اس کو قیاس کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کو نکاح نہ کرنے یا نکاح کے بعد جماع نہ کرنے یا جماع کی حالت میں بدون انزال کے علیحدہ ہو جانے پر قیاس کیا جا سکتا ہے اور ان تمام صورتوں میں محض افضل کا ترک ہے۔ کسی نہی کا ارتکاب نہیں

Marfat.com

ہے اور ان صورتوں میں اور عزل میں کوئی فرق نہیں ہے اس لیے کہ بچّہ کی تکوین رحم میں نطفہ جانے کے بعد ہوتی ہے اور اس کے چار سبب ہیں (۱) نکاح (۲) جماع (۳) انزال تک جماع جاری رکھنا (۴) پھر اس قدر توقف کہ منی بہ کر رحم میں چلی جائے۔ اور یہ چاروں اسباب ایک دوسرے سے ملے جلے ہیں تو چوتھے سبب سے رکنا، تیسرے سبب سے رکنے کی طرح ہے اور تیسرے سبب سے رکنا دوسرے سبب سے۔ اور دوسرے سبب سے رکنا پہلے سبب سے باز رہنے کی طرح ہے اور پہلے سبب سے رکنا یعنی ترکِ نکاح محض ترکِ افضل ہے اور اس عزل کو بچّہ کو رحم سے گرانا یا بچّہ کو زندہ درگور کرنا نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے کہ یہ تو پیدا شدہ بچّہ پر جنایت ہے۔

بچّے کے وجود کے بھی چند مرتبے ہیں۔ سب سے پہلا مرتبہ یہ ہے کہ نطفہ رحم میں پہنچے اور عورت کے نطفہ سے خلط ملط ہو اور اس میں زندگی کی صلاحیت پیدا ہو جائے وجود کے اس مرتبہ کو تباہ کرنا بھی جنایت ہے۔ اب اگر وہ مضغہ اور علقہ بن جائے تو اس پر جنایت پہلے مرتبہ کی جنایت سے بدتر ہوگی اور اگر اس میں روح پھونک دی گئی ہے اور پیدائش مکمل ہو چکی ہے تو اس پر جنایت اور بھی زیادہ فحش ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ جنایت جب ہے جب وہ بچّہ رحمِ مادر سے زندہ پیدا ہو چکا ہو۔

یہ واضح رہے کہ ہم نے بچے کے وجود کا ابتدائی سبب منی کے رحم میں پہنچنے کو قرار دیا ہے۔ نہ صرف منی کے احلیل سے خارج ہونے کو۔ اس لیے کہ بچّہ کی ولادت صرف مرد کے نطفہ سے نہیں ہوتی بلکہ مرد اور عورت دونوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ خواہ مرد اور عورت کے نطفہ کے اختلاط سے مانی جائے یا مرد کے نطفہ اور عورت کے حیض سے۔ بعض اہلِ تشریح اس کے قائل ہیں کہ مضغہ کی تخلیق اللہ کی تقدیر سے دمِ حیض سے ہوتی ہے۔ اور مضغہ اور دمِ حیض میں وہی مناسبت ہے جو دودھ اور دہی میں اور مرد کا نطفہ حیض میں مل کر وہی کام کرتا ہے جو پنیر بناتے وقت دودھ میں[1] انفحہ یعنی جاذن کام کرتا ہے۔ اسی سے دودھ کا جماؤ ہوتا ہے۔ بہرحال عورت کا نطفہ اس جماؤ کے لیے ایک رکن کی حیثیت

---

[1] انفحہ کو فارسی میں پنیر مایہ اور مایۂ شیرِ اعرابی اور اردو میں جُستہ چاک کہتے ہیں۔ از بحر الجواہر۔ فرہنگِ آصفیہ نے بھی جستہ کو لکھا

رکھتا ہے۔ تو اب مرد و عورت کے نطفہ کی مثال اس بچّہ کے وجودِ حقیقی میں ایسی ہے جیسا کسی عقدِ حکمی میں ایجاب اور قبول کی ہوتی ہے تو اب کسی عقد میں اگر صرف ایجاب ہے اور ایجاب کرنے والا قبول سے قبل رجوع کرلے تو اس کو اس عقد پر جنایت کرنے والا اور اس عقد کو فسخ کرنے والا نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں اگر ایجاب و قبول دونوں ہو چکے تھے تو پھر رجوع کرنا فسخ کہلائے گا۔ تو جیسا کہ نطفہ جب تک وہ باپ کی کمر میں ہے اس سے کوئی بچّہ پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اِحلیل سے نکلنے پر بھی اس سے کوئی بچّہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں جب اس کا اختلاط عورت کے نطفہ سے ہو گا تب بچّے کی تخلیق ہو گی۔ اس معاملہ میں کھلا ہوا قیاس تو یہی ہے۔

ہاں بحث کا ایک پہلو یہ باقی ہے کہ اگرچہ عزل اس حیثیت سے مکروہ نہیں ہے کہ اس میں محض بچّے کے وجود کو روکنا ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس فعل پر جو نیّت برانگیختہ کرتی ہے وہ ایک فاسد نیّت ہے اور اس اعتبار سے وہ مکروہ ہونا چاہیے تو اس پہلو کو اس طرح سمجھئے کہ جو نیّتیں عزل پر برانگیختہ کرتی ہیں پانچ ہیں۔

(۱) باندیوں سے عزل اس نیّت سے کیا جاتا ہے کہ کہیں بچّہ کی ولادت ملکیت کو نہ ختم کردے اور باندی کے اُمّ وَلد ہو جانے کی وجہ سے اس کی بیع ناجائز نہ ہو جائے۔ تو اس میں اپنی ملکیّت کو باقی رکھنا اور اس کو فساد سے بچانا مقصود ہے۔ لہٰذا اس نیّت میں شرعًا کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۲) عورت کے حسن و جمال کی حفاظت۔ عزل میں یہ نیّت بھی ایسی نہیں ہے جس کی وجہ سے کراہیّت کا حکم دیا جا سکے۔

(۳) اولاد کی کثرت پر معیشت کی تنگی۔ کمائی کی مشقت اور کمائی کے بُرے راستوں سے بچنا۔ یہ بات بھی کوئی بُری نہیں۔ اس لیے کہ معاشی پریشانیوں سے بچاؤ دین کے لئے معین اور مددگار ہے۔ ہاں کمال اور فضیلت توکّل ہی میں ہے اور بھروسہ اُسی ضمانت پر ہونا چاہیے جو اللہ نے رزق کی دی ہے اور فرمایا۔ وَمَا مِن دَابَّةٍ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا لامحالہ عزل میں اگر اس طرح نیّت ہے تو انسان ایک افضل چیز کو ترک کرتا ہے اور اعلیٰ مقام سے تنزل اختیار کرتا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ مال کو جائز طریقوں سے

Marfat.com

جمع کرنا اور عواقب پر نظر رکھنا۔ یہ بھی توکل کے منافی ہے لیکن اس کو کسی طریقہ سے ممنوع نہیں قرار دیا جاسکتا۔

(۴) عزل میں بسا اوقات یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ لڑکی نہ پیدا ہو جائے اور وہ اس لئے کہ لڑکی کی شادی کے معاملات میں ذلت اور پریشانی لاحق ہوتی ہے جس کی بنیاد پر عرب میں لڑکیوں کو قتل کر دیا جاتا تھا یہ نیت یقیناً فاسد اور باطل ہے تو اس خیال ونیت سے اگر کوئی شخص نکاح ہی نہ کرے۔ یا جماع نہ کرے تو اس نیت کی بنا پر گنہگار ہوگا نہ کہ ترک نکاح اور ترک تعلق کی وجہ سے یہی صورت عزل میں بھی ہے اگر اس نیت سے عزل کیا جائے گا تو اس فاسد نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا نہ کہ عزل کی وجہ سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت میں ذلت اور ضرر کا اندیشہ اور اعتقاد یہ ایک بدترین بات ہے اور اسی اعتقاد سے معصیت اور برائی کا تعلق رہے گا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کوئی عورت اس بات کو پسند نہ کرے کہ کسی مرد کو اپنے اوپر بالادستی دے اور اس خیال سے وہ نکاح نہ کرے اور مردوں سے مشابہت پیدا کرلے تو یہ برائی اس کے خیال اور عمل میں ہے ترکِ نکاح سے کراہت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۵) عزل کا پانچواں سبب یہ ہے کہ بعض عورتیں نظافت اور پاکیزگی میں حد سے زیادہ مبالغہ کرتی ہیں اور اپنے آپ کو بہت مُتنفّر رکھتی ہیں۔ اور کسی طرح یہ پسند نہیں کرتیں کہ وہ نفاس میں مبتلا ہوں۔ بچے کو دودھ پلائیں اور دَرْدِزہ میں مبتلا ہوں اس خیال سے وہ عزل کراتی ہیں۔ خوارج کی عورتیں اس مرض میں مبتلا تھیں اور اسی بنا پر وہ کثرت سے غسل کرتی تھیں حالتِ حیض کی نماز بھی قضا کرتی تھیں۔ اور نظافت کے خیال سے برہنہ ہوکر بیت الخلا میں جاتی تھیں تاکہ پاخانہ کی مکھیاں ان کے کپڑوں پر نہ بیٹھ سکیں تو یہ بھی ایک ایسی بدعت ہے جو سنت کے بالکل مخالف ہے اور عزل میں یہ نیت بھی ایک فاسد نیت ہے چنانچہ ایک خارجی عورت نے حضرت عائشہؓ سے عزل کا مسئلہ اسی بنا پر دریافت کیا تھا تو حضرت عائشہؓ نے عزل سے روکا تھا۔ اس صورت میں بھی فساد دراصل اس عقیدہ اور خیال کا ہے نہ کہ اصل عزل میں۔

Marfat.com

ہاں بعض روایات میں آیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص نے اولاد کے ڈر سے نکاح نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور آخری جملہ مکرّر سہ کرر فرمایا اور عزل بھی ایک قسم سے ترکِ نکاح ہے لیکن تمام محدثین نے کہا ہے۔ لَیْسَ مِنَّا۔ (وہ ہم میں سے نہیں ہے) کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری سنّت اور طریقہ پر نہیں ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرنا افضل پر عمل کرنا ہے اور اس شخص نے افضل چیز کو ترک کر دیا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عَزل وادِ خفی ہے یعنی ایک درجہ میں اولاد کو زندہ درگور کرنا ہے اور پھر آپ نے وَاِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ کی تلاوت فرمائی۔ بظاہر اس روایت سے عزل کے عدمِ جواز پر استدلال ہو سکتا ہے۔ لیکن جس طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کو وادِ خفی قرار دیا ہے اسی طرح بعض امور کو شرکِ خفی قرار دیا ہے جو ان امور کی کراہت پر دال ہے نہ حرمت پر۔

صحاح ہی میں روایتیں ایسی موجود ہیں جو عزل کے جواز کو بتاتی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضؓ نے عزل کو جس میں بچہ کو وجود میں لانا ہے۔ واد پر قیاس فرمایا۔ (جس میں بچہ کے وجود کے بعد اس کو ہلاک کرنا ہے) اور یہ قیاس مناسب نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس قول پر نکیر کی اور فرمایا کہ واد جب ہو گا کہ ولادت کے سات درجے مکمّل ہو چکے ہوں اور ان آیتوں کی تلاوت فرمائی جن میں ولادت کے سات مرتبوں کا ذکر ہے اور وہ آیات یہ ہیں۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ۔ (مومنون ۱۲-۱۳-۱۴) پھر آپ نے وَاِذَا الْمَوْءُدَۃُ سُئِلَتْ کی تلاوت کی۔

آپ اگر حضرت علیؓ اور ابن عباس کے اقوال پر غور کریں گے تو آپ دونوں کے اجتہاد کے مراتب کو سمجھ لیں گے کہ دونوں کے مراتبِ علوم اور معانی کی گہرائیوں کے فہم میں کس قدر فرق ہے۔

صحیحین کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم آنحضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے اور قرآن بھی برابر نازل ہو رہا تھا اور اسی روایت کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے عزل کا علم ہوا لیکن آپ نے منع نہیں فرمایا۔ اور اُسی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کیا کہ میری ایک لونڈی ہے۔ وہی میری خدمت گزار ہے وہی کھیت کو پانی دیتی ہے میں اس سے جماع کرتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ حاملہ نہ ہو جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عزل کر لیا کر۔ لیکن جو مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ وہ شخص کچھ دنوں کے بعد آیا اور کہا کہ میں عزل کرتا تھا پھر بھی وہ حاملہ ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو کہہ چکا تھا کہ جو مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ انتہی۔

رسالہ کے متعلق اہلِ علم و اربابِ فضل کا اظہارِ خیال

جناب مولانا مولوی سید محمد میاں صاحب شیخ الحدیث۔ مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

برتھ کنٹرول۔ ضبطِ تولید۔ یا خاندانی منصوبہ بندی کے نام سے جو تحریک چل رہی ہے راقم الحروف اس کو نہ صرف اسلامی معتقدات کے خلاف سمجھتا ہے بلکہ جو حکومت اس تحریک کو چلا رہی ہے وہ بھارت سرکار ہو یا حکومت پاکستان یا مصر وغیرہ کی اور اسلامی یا غیر اسلامی ملک کی حکومت ہو۔ احقر اس کو ان حکومتوں کی غلط کاری سمجھتا ہے صحیح راستہ یہ ہے کہ پیداوار بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ ہزاروں اور ممکن ہے لاکھوں کارپرواز ان کی دماغی اور جسمانی محنتیں اور کروڑوں روپیہ سالانہ جو اس تحریک پر صرف کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ محنتیں اور یہ رقم پیداوار بڑھانے پر صرف کی جائے تو صرف عقیدہ کی بات نہیں ہے بلکہ حقیقت یہی ہے کہ غذائی مشکلات کا بحران باقی نہ رہے حکومت کی غلط کاری کے علاوہ مذہبی اعتبار سے احقر اس تحریک کو شرعی نقطۂ نظر سے ناجائز سمجھتا ہے کیوں کہ اس کا مقصد "تقلیل نسل انسانی" ہے۔ یعنی انسانی نسل کو کم کرنا۔ اسلام اس طرح کی جدوجہد کو برداشت نہیں کرتا۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

Marfat.com

- وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِکَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ۔ الآیۃ ۲۰۴ سورۂ بقرہ رکوع ۲۵۔

اس تحریک کی بنیاد ہے اللہ تعالیٰ کی رزاقیت پر اعتماد نہ کرنا۔ قرآن حکیم نے جہاں قتل اولاد کی ممانعت فرمائی ہے اور اس وحشیانہ فعل پر نکیر کرتے ہوئے اس کو جرم عظیم قرار دیا ہے وہاں پر اس عقیدہ کی بھی تلقین کی ہے کہ رزق دینے والا اللہ ہے ہم کو بھی رزق اللہ ہی دیتا ہے اور افلاس یا غذائی بحران کی خاطر جن کو تم قتل کرنا چاہتے ہو ان کا رزاق بھی اللہ ہی ہے۔

احقر نے اُس اجتماع میں جو ڈاکٹر سوشیلا نائر وزیر صحت کی موجودگی میں اولڈ سکریٹریٹ میں ہوا تھا یہی کہا تھا۔ یہ گفتگو الجمعیۃ کے سنڈے ایڈیشن مورخہ ۱۹ رمضان ۱۳۸۶ھ یکم جنوری ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ پھر ایک سوال کے جواب میں بھی یہی بات مفصل لکھی تھی۔ یہ سوال و جواب ہفت روزہ الجمعیۃ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا تھا مگر اس احقر نے اس گفتگو میں اور اس کے بعد سوال کے جواب میں بھی یہ واضح کر دیا تھا کہ۔

"مانع حمل کی صورت اگر اس لئے اختیار کی جاتی ہے کہ عورت کی تندرستی ٹھیک نہیں ہے۔ ولادت سے اس کی صحت اور خراب ہو جائے گی تو چوں کہ آنے والی جان کے مقابلہ میں موجودہ جان کا تحفظ ضروری ہے۔ ایسی صورت میں انفرادی طور پر حسبِ ضرورت ایسی صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں کہ عورت کی صحت بحال رہے اور استقرار حملِ نہ ہو۔"

احقر نے اس کی تفصیلات نہیں بیان کی تھیں۔ بلکہ یہ کہہ دیا تھا کہ تفصیلات کتب فقہ میں بیان کر دی گئی ہیں۔ موقع محل کے لحاظ سے احقر کے لئے ضروری نہیں تھا کہ تفصیلات بیان کرتا مگر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مسلمانوں کو پورا معاملہ سمجھانے کے لئے تفصیل کی ضرورت تھی۔

احقر شکر گزار ہے حضرت الحاج مولانا زید ابو الحسن فاروقی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حضرت شاہ ابو الخیر رحمہ اللہ و امام عیدگاہ دہلی کا کہ آپ نے تفحص اور تجسس سے کتب فقہ کی چھان بین کر کے وہ صورتیں بیان فرما دی ہیں جن میں ایک مسلمان منع حمل کی صورت اختیار کر سکتا ہے پھر منع حمل کے طریقوں کی تفصیل کر کے بعض صورتوں

Marfat.com

کے جواز یا عدم جواز کا حکم بھی بیان کر دیا ہے اور بعض صورتوں کا فیصلہ علماء کے حوالہ کیا ہے کہ وہ تحقیق کریں اور جواب معلوم کریں۔ اس طرح آپ نے مسئلہ کے تمام پہلو طشت از بام کر دیئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ممکن ہے منصوبہ بندی تحریک کے حامی اور کار پرواز اس رسالہ سے فائدہ اٹھائیں لیکن اگر غلط تحریک کی غلطی بیان کرنا ضروری ہے تو اسلامی صفات کی جامعیت کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ مسئلہ کی اصل نوعیت اور صحیح صورت بھی مسلمانوں کو سمجھا دی جائے۔ کیوں کہ کسی مسئلہ کا غلط طور پر ذہن نشین ہو جانا بھی ایسی غلطی ہے جس کی اصلاح ضروری ہے خصوصاً جب اسلام پر نکتہ چینی کی وبا عام ہو اور مسلمانوں کو ہر طرح مطعون کیا جاتا ہو تو ضروری ہو جاتا ہے کہ ایسے مسائل میں اسلام کی جو تعلیم ہے وہ تفصیل سے بیان کی جائے تاکہ اگر مسلمان مطعون بھی ہوں تو کسی صحیح بات کا دامن سنبھالے ہوئے بھی ہوں یہ نہ ہو کہ مذہبی لحاظ سے بھی غلط راستہ پر ہوں اور دنیا والوں کی نظریں مطعون بھی ہوں لَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ امید ہے کہ حضرت مولانا کا یہ رسالہ اس مقصد میں کامیاب رہے گا۔ ھٰذا واللہ ولی التوفیق وبہ نستعین۔

۲۵ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ	حقیر فقیر محتاج دعا
۲۲ جون ۱۹۶۸ء	محمد میاں

جناب[1] مولانا مفتی عتیق الرحمان صاحب عثمانی۔ مدظلہ العالی

وقت کی ضرورتوں نے جو شدید معاشی، معاشرتی اور اجتماعی مسائل پیدا کئے ہیں "خاندانی منصوبہ بندی" ان مسائل میں ایک اہم تر اور نازک تر مسئلہ ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت اس مسئلے نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کر لی ہے اور ترقی یافتہ ممالک اس پر خالص معاشرتی نقطۂ نظر سے غور کر رہے ہیں اور اس کو بروئے کار لانے کی عملی اسکیمیں بنا رہے ہیں۔ ہمارا ملک روایتی لحاظ سے ایک مذہبی ملک ہے یہاں عام طور پر سماجی اور معاشرتی مسائل کو بھی مذہب کے پیمانے میں ناپنے کی کوشش کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ پر

[1] آپ نے اپنی تحریر پر نظر ثانی فرما کر کچھ اضافہ فرمایا ہے۔

مذہب کی چھاپ غالب آ گئی اور اس سے طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہونے لگیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اس وقت ہم ایک رفاہی مملکت کے تقاضوں اور ضرورتوں کو سمجھنے اور ان کو عملی شکل دینے کی سعی کر رہے ہیں اور یہ سعی مختلف وجوہ سے محمود ہے ماہرین اقتصادیات کی رائے ہے کہ آبادی کی بے تحاشا کثرت کے اس دور میں جس میں ہمارا ملک سر فہرست ہے "فیملی پلاننگ" اور "خاندانی منصوبہ بندی" کا مسئلہ ایک صحت مند اور تندرست و توانا قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کا حل نہ صرف پیداوار کے اضافے میں ہے نہ کسی دوسری تدبیر میں۔

اچھا ہوتا کہ یہ مسئلہ سماجی اور شرعی حدود ہی میں محدود رہتا اور اس پر اسی نقطۂ فکر سے غور کیا جاتا۔ نیز یہ کہ اس مسئلہ کو غیر معمولی حالات نے پیدا کیا ہے اس کا تعلق عام حالات سے نہیں لیکن ہمارے یہاں مسئلے نے مذہبی بحث و جدل کی شکل اختیار کر لی اور عام مسلمان طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اندریں حالات اس کی شدید ضرورت تھی کہ خاص شرعی حیثیت سے مسئلے پر محققانہ اور مبصرانہ نظر ڈالی جاتی۔

ہمارے شہر کے مشہور گوشہ نشیں بزرگ اور خانقاہ حضرت مرزا جانِ جاناں مظہر رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ درگاہ حضرت شاہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشیں حضرت مولانا الحاج شاہ ابو الحسن زید صاحب دام ظلہم نے اس ضرورت کو محسوس فرمایا اور مسئلہ کے ایک ایک گوشہ پر غور کیا جیسا کہ موصوف نے اپنی تحریر کی ابتدا میں فرمایا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ اس نازک مرحلے پر اس اہم مسئلے کی شرعی اور فقہی حیثیت واضح ہو جائے اور شریعت غرّا نے بوقت ضرورت اس میں جو گنجائش اور وسعت رکھی ہے وہ بے کم و کاست سامنے آ جائے میری رائے میں حضرت مولانائے موصوف کی یہ تحریر وقت کی اس ضرورت کو بوجہ احسن پورا کرتی ہے۔ پوری تحریر میں عالمانہ شان جھلک رہی ہے جس میں اعتدال فکر و نظر کا بہترین نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ علماء کرام کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ کسی اجتماعی اور عملی فیصلے کے وقت اس تحریر کے ان تمام گوشوں کو سامنے رکھیں جو حضرت مولانا نے نمایاں کئے ہیں محض اندیشوں کی بنیاد پر مسئلے کی شرعی گنجائش کو چھپانا حکمت اور دانائی

Marfat.com

کے خلاف ہے قطعی اور آخری فیصلہ کرنا اور اجتماعی حکم دینا کسی ایک شخص یا فرد کا کام نہیں۔ جماعت کا کام ہے اور اس کے لیے حضرت مولانا نے غور و فکر کا راستہ کھول دیا ہے مجھے امید ہے کہ عوام کے جذبات سے کھیلنے اور بعض نصوص کے عموم کو بے موقع استعمال کرنے کے بجائے ٹھنڈے دل و دماغ سے حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی جائے گی۔

عتیق الرحمن عثمانی

۲۸ رجون ۱۹۶۸ء

ندوۃ المصنفین، جامع مسجد دہلی

جناب مولانا قاضی سجاد حسین صاحب مدظلہ العالی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔ اَمَّا بَعْدُ

منصوبہ بندی کے تحت افزائش نسل کو روکنے کے لیے موجودہ دور کی مختلف تجاویز پر علماء کی تحریریں پڑھتا رہا ہوں۔ نیز میں نے اس سلسلے میں خود بھی کافی مطالعہ کیا۔ احیاء العلوم میں امام غزالیؒ کی تحقیق پڑھی "اَلْاِسْلَامُ وَتَنْظِیْمُ الْاُسْرَۃ" کے نام سے حال ہی میں مصر سے ایک جامع کتاب شائع ہوئی ہے۔ جس میں ان مسائل پر سیر حاصل بحثیں ہیں اس کا بھی مطالعہ کیا اب جناب مولانا ابوالحسن زید صاحب فاروقی کی یہ تحریر بہت غور سے پڑھی۔ ماشاء اللہ یہ تحریر تحقیقات عالیہ کا نچوڑ ہے۔ میں حرف بحرف اس سے متفق ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ حضرت حق جَلَّ مجدہ مولانا موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس تحریر کو مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے نافع بنائے۔

سجاد حسین

صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

۷ر جولائی ۱۹۶۸ء

جناب مولانا مفتی سید عبدالدائم صاحب الجلالی مدظلہ العالی

روایات صحیحہ سے عزل کا جواز ثابت ہے۔ ابن قیم کی زاد المعاد اور امام غزالیؒ کی احیاء علوم الدین کے باب آداب المعاشرہ کا مطالعہ اس قول کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ حضرت صاحب الفضیلہ مولانا ابوالحسن صاحب نے عزل۔ اشباہِ عزل نسبندی اور تعقیم پر فقہی نقطہ نظر سے سیر حاصل بحث کی ہے میں بھی حضرت محقق کی مندرجہ رسالہ تنقیح سے پورے طور پر متفق ہوں۔ عزل اعذار فقہیہ (ہلاکت زوجہ کا ڈر۔ اولاد کی تعلیم و تربیت نہ ہونے

Marfat.com

کا اندیشہ۔ غذا کی کمی کا خطرہ، معاشرہ کی خرابی کا خوف وغیرہ) کے زیر اثر جائز ہے زوجین کسی شرعی وجہ کے تحت اگر ہمیشہ اولاد سے محروم رہنے کی کوشش کریں اور عزل یا اشباہِ عزل کی طرح کوئی تدبیر کرتے رہیں یا مطلقاً ترک جماع کر دیں تو عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں نسبندی افنائے حیات نہیں۔ اختصاء نہیں، قتل نفس نہیں۔ تقلیل نسل کی پائدار اور دوامی کوشش ہے۔ آپ اس کو ارادی تعقیم کہہ سکتے ہیں جو بہ رضائے فریقین وجوہ شرعیہ کے تحت جائز ہے۔ والعلم عنداللہ۔

عبدالدائم الجلالی

۱۶ر جولائی ۱۹۶۸ء

مفتی مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی

جناب مولانا مولوی عبدالسمیع صاحب۔ مدظلہ العالی

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اما بعد موجودہ دور کے نوادرِ عالمی مسائل میں ضبط تولید (فیملی پلاننگ) کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ اس مسئلہ پر عالم اسلام میں مختلف اور متعدد چھوٹی بڑی کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں۔ ہندوستان میں بھی اس مسئلہ کی موافقت اور مخالفت میں اخبارات و رسائل میں مفصل اور مختصر مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اسی موضوع پر محترم بزرگ حضرت شاہ ابوالحسن زید صاحب مدظلہم امام عیدگاہ دہلی وسجادہ نشین خانقاہ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مختصر رسالہ لکھا ہے۔ رسالہ میں مذکورہ بالا مسئلہ کی تنقیح منصفانہ انداز سے کی ہے تحقیق مسئلہ میں بلاخوفِ لومۃ لائم بہت کوشش کی ہے میری رائے میں یہ رسالہ قابلِ قدر اور لائق توجہ ہے اور طالبین حق کے لئے پوری طرح افادی حیثیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قارئین کو اس سے نفع اندوز فرمائے۔ فقط

عبدالسمیع غفرلہ

۲۳ر جولائی ۱۹۶۸ء

نائب صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی۔

جناب محترم عبدالرحمٰن خاں صاحب شروانی۔ دامت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رسالہ "مسئلہ ضبط ولادت" کل بسبیل ڈاک موصول ہوا۔ میں نے اُسے مِنْ اَوَّلِہٖ اِلیٰ آخِرِہٖ بغور پڑھا ماشاءاللہ آپ نے اس مسئلہ پر سیر حاصل

Marfat.com

بحث کی ہے امید ہے کہ اس سے عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچے گا یہ حقیقت ہے کہ عزل کی اباحت ثابت ہے آپ نے صراحت فرما دی جزاکم اللہ تعالیٰ۔

عبید الرحمٰن

۱۶/اگست ۱۹۶۸ء
حبیب منزل، میرس روڈ، علی گڑھ

جناب مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب مدظلہ العالی

محترم بندہ زاد مجدہم۔ سلام مسنون کے بعد عافیت مزاج کا طالب کتابچہ مطالعہ کیا ہے اور علماء کرام اور مفتیانِ عظام کی آراء بھی پڑھیں بے شک جناب والا نے مصری مکتب خیال کے زیر اثر کافی کاوش اور دماغ سوزی سے کام لیا ہے آیات قرآنی اور فقہی عبارتوں سے مسئلہ کے ہر پہلو پر بحث کی ہے جو قابل داد اور تحسین وصد مبارک باد ہے مگر چوں کہ مسئلہ منصوص نہیں اجتہادی اور قیاسی ہے استنباطی ہے اس لیے اب تک شرح صدر نہیں ہوا ہے اور میں اپنے بوسیدہ پرانے اور پہلے خیال پر قائم ہوں کہ جملہ امور کے باوجود مسلمانوں کو اس میں حصّہ نہ لینا چاہیے اس لیے کتابچہ پر اجازت کے سلسلہ میں دستخط نہیں کر سکتا آئندہ کا علم اللہ کو ہے۔ والسلام وَدُمْتُمْ بِالْعَافِیَۃِ وَالْخَیْرِ۔

طالب دعا مہدی حسن غفرلہ

۲۶/اگست ۱۹۶۸ء
از شاہجہاں پور

جناب مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی۔ مدظلہ العالی

مکرمی ومحترمی السلام علیکم۔ خط ملا۔ شکریہ۔ رسالہ اس سے پہلے مل چکا اور میں پڑھ چکا تھا۔ مولانا زید ابوالحسن فاروقی نے مسئلہ ضبط ولادت پر جو کچھ لکھا ہے اور موضوع بحث کے مختلف اجزاء۔ وعناصر کی تنقیح وتجزیہ کے اصل مسئلہ کو اس درجہ نکھار دیا ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں رہ گئی ہے مولانا نے تفسیر شاہ عبدالعزیز غالباً نہیں دیکھی ہے ورنہ شاہ صاحب نے آیت " وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ ،، کی تفسیر میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس سے بھی مسئلہ پر بڑی روشنی پڑتی ہے والسلام۔ مخلص سعید احمد اکبرآبادی

۳۱/اگست ۱۹۶۸ء
اڈیٹر ماہنامہ برہان دلی وصدر شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

Marfat.com

جناب مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدظلہ العالی

میں نے رسالہ پڑھا اور اس سے علمی استفاضہ حاصل کیا۔ حضرت شاہ صاحب کی جدوجہد قابل تحسین ہے۔ میرے سامنے یہ مسئلہ پہلے بھی آچکا ہے میں نے جو غور کیا تھا اور اب بھی اسی پر قائم ہوں وہ ایک بار طبع بھی ہوچکا ہے وہ قریب قریب سید محمد میاں صاحب کے مضمون کے لگ بھگ ہے وقتی اور عارضی امتناع حمل میں تو مضائقہ نہیں لیکن قوت توالد وتناسل کا بالکل سلب کر دینا میرے نزدیک جائز نہیں ہے

۳۱ راگست ۱۹۶۸ء

وجیہ الدین احمد خاں
(امام وخطیب جامع مسجد وبانی وصدر مدرس دارالعلوم فرقانیہ) انگوری باغ رامپور

جناب محترم بشیر الدین صاحب مجددی دامت الطافہ

رسالہ منسلکہ کو از اول تا آخر نہایت غور سے میں نے پڑھا۔ فی الحقیقت آپ نے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے عالمانہ اور محققانہ بڑی کوشش فرمائی ہے جس کے لیے آپ شکریہ اور اور مبارک باد کے مستحق ہیں آپ نے مسئلہ کے کسی گوشہ کو بھی دھندلا نہیں چھوڑا اور آخر میں نہایت دانشمندی سے کام لے کر مختتم فیصلہ کی ذمہ داری خود پر نہ رکھی بلکہ علمار کرام کو حسب موقع فیصلہ کی رہبری فرمادی۔ یہ مسئلہ عرصہ سے زیر بحث بنا ہوا ہے۔ اخبارات میں اس کی کیفیت پڑھی۔ پھر اس پر جو شورش ہوئی وہ بھی دیکھی۔ مسئلہ کی نزاکت نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کرلی۔ اس وقت مسئلہ کے تمام گوشوں کو نمایاں کرکے قطعی اور آخری فیصلہ کرنے کے لیے آپ نے غور وفکر کا راستہ کھول دیا ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر اور قارئین کو نفع اندوز فرمائے گا۔

یہ رسالہ صرف مسئلہ ضبط ولادت کے حل کے لیے ہی کارآمد ومفید نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعہ دیگر اہم مسائل کے حل میں بھی کافی مدد اور رہبری مل سکتی ہے بشرطیکہ کاوش اور عقل سے کام لیا جائے۔ والسلام۔

۴ ر ستمبر ۱۹۶۸ء

طالب دعا خاکسار بشیر الدین احمد
لکھیرہ پورہ۔ بھوپال

Marfat.com

جناب مولانا عبد السلام خاں صاحب مدظلہ العالی

میرے محترم حضرت مولانا شاہ ابو الحسن زید صاحب زید مجدہ و کرامتہ نے مسئلہ ضبط ولادت اور اس کی مروجہ صورت نسبندی اور عمل جراحی پر جو قابل قدر اور سیر حاصل بحث کر دی ہے وہ اصحاب فتویٰ کی طرف سے تشکر و امتنان کی تو مستحق ہے ہی لیکن عام اہل علم کے لیے بھی افادے اور اضافے سے خالی نہیں۔ حضرت مولانا نے مسئلے کو بالکل صاف اور منقح کر دیا ہے اور اس کے تمام رخ واضح ہو کر سامنے آگئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موافق اور مخالف دونوں پہلوؤں پر لکھنے والوں کے لیے یہ رسالہ چراغ راہ ثابت ہوگا۔ جَزَاهُ اللّٰهُ عَنِ الْفِقْهِ وَالْفُقَهَاءِ

جن اہل علم کی نظر سے یہ رسالہ مفصلاً گزرے گا وہ مولانا موصوف کی تلاش۔ تحقیق اور تنقیح کی داد دیے بغیر نہیں رہیں گے۔ بے شبہ فاضل محقق نے مسئلہ کی تحقیق میں دور دور سے مواد جمع کیا ہے اور اس سے بڑے سلیقے سے کام لیا ہے مسئلہ کی صورت نئی ہے۔ مستند فقہی ذخیرے سے جزئیات نقل کر کے فتویٰ مرتب کر ڈالنے کا فن یہاں بہ کارآمد نہیں اس قسم کے مسائل کا جواب لکھنے کے لیے بڑی بالغ نظری درکار ہے جس سے مولانا قدرت کی طرف سے کافی بہرہ اندوز ہیں۔ مولانائے محقق نے بڑی وسعت نظر کے ساتھ اصول پر نظر ڈالی جمع و توفیق سے کام لے کر معانی متعین کیے۔ احوال و مصالح پر توجہ دی اور مشابہ فقہی جزئیات پر مسئلہ کا حل کیا اور اس میں ژرف نگاہی اور دقیقہ رسی کا حق ادا کر دیا۔

حضرت مصنف کی یہ احتیاط بڑی سبق آموز ہے کہ حق رکھنے کے باوجود انھوں نے "فیملی پلاننگ" کی مشہور رفاہی اسکیم پر بحث و نظر سے اپنے آپ کو بالکل الگ کر لیا۔ اور اپنے غور و خوض کو شخصی مصالح کی بنیاد پر ضبط ولادت کی شخصی کوششوں تک محدود رکھا اور ان کے جواز پر تنگ نظری یا ضد اور جنبہ داری کا جو غبار تھا اس کو بالکل دور کر دیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں مولانا کا یہ محتاط رویہ عام ناظرین کی جلد باز اور غیر محتاط نظروں کا شکار نہ ہو جائے۔

اس میں شک ہی نہیں کہ تعقیم ایسا نقص ہے جو اہم طبعی اثر رکھتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ تنقیص ہی نہیں عند الضرورہ انعدام اعضاء میں بھی مضائقہ نہیں بلکہ حالات

Marfat.com

اور ضرورتوں کے تحت واجب اور ضروری بھی ہو سکتا ہے۔ محل بحث فقط ضرورتیں ہیں اور فاضل محقق نے ضرورتوں کی تحدید و تعیین میں کافی کاوش اور تحقیق سے کام لیا ہے۔ اور مخالف و موافق سب کے نقاط نظر کو پر کھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا موصوف نے جو رائے قائم کی ہے اس کی تردید آسان نہیں پھر بھی اس ہیچ میرز کے خیال میں یہ محل اس سے زیادہ تتبع تنقیح اور توضیح کا متقاضی ہے ضرورتوں کا دائرہ اثر تا حیات ممتد مان لینے میں قباحت نہیں لیکن معدودہ ضرورتیں اسی نوعیت کی ہیں اس کی وضاحت مناسب تھی عزل اور تعقیم میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ بحث کا یہ اساسی نقطہ ہے اس کو اگر صاف کر دیا جاتا تو رسالے کی افادیت بہت بڑھ جاتی مجھے توقع ہے کہ آئندہ اشاعت میں مولانا موصوف ان نقطوں کو زیادہ واضح فرمادیں گے

محمد عبدالسلام خاں

۶ر ستمبر ۱۹۶۸ء

پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپور۔ گھیر یوسف خاں

جناب مولانا شاہ محمد امان اللہ صاحب۔ مدظلہ العالی

حامدًا و مصلیًا مُسلِمًا ـــــ محترمی ـــــ سلام مسنون

آپ کا مرسلہ رسالہ "مسئلہ ضبط ولادت" مصنف حضرت علامہ شاہ زید ابوالحسن صاحب مدظلہ مجھے ملا۔ شکریہ۔ مصنف مدظلہ نے اس مسئلہ پر مدلل اور سیر حاصل بحث کی ہے بنیاسی حیثیت سے اس فقیر کی رائے ہے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو نسبندی اور عمل جراحی سے بہرحال روکنا چاہیے۔

محمد امان اللہ قادری

۶ر ستمبر ۱۹۶۸ء

سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ۔ پھلواری شریف

جناب مولانا قاری محمد اسماعیل صاحب مجددی۔ مدظلہ العالی

رسالہ "مسئلہ ضبط ولادت" وصول ہوا۔ اس کو بالاستیعاب از اوّل تا آخر پڑھا۔ حضرت مولانا شاہ زید ابوالحسن صاحب فاروقی دامت برکاتہم نے جس محنت جانفشانی اور عالمانہ کاوش سے قرآن و حدیث و اقوال صحابہ کرام اور ائمہ فقہ و مجتہدین کی تصریحات و تنقیحات کی روشنی میں رسالہ کو مرتب فرمایا ہے اور نفس مسئلہ کی تحقیق کے لیے جو بہتر طریقہ اختیار فرمایا ہے وہ لائق صد تحسین و مبارک باد ہے۔ اس نازک اور پرفتن دور

Marfat.com

میں مسئلہ کی تحقیق و تنقیح نہایت ضروری ہے تاکہ عوام الناس گمراہ نہ ہوں اور حصول مقصد کے لیے صحیح راستہ اختیار کر سکیں۔ شریعت کے احکام اگر کسی امر کو مباح قرار دیتے ہیں تو اس میں اخفا کی کیا ضرورت ہے بلکہ اخفا میں تو احتساب کا خطرہ ہے۔

حضرت علامہ کی پوری تحقیق و کاوش للہیت پر مبنی ہے اس میں کسی تحریک کی حمایت کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہے۔ عوام الناس کو پورا اختیار ہے کہ وہ ضرورت کے اعتبار سے ضبط تولید کی کسی بھی جائز صورت پر عمل کریں یا نہ کریں۔ فقیر محمد اسماعیل مجددی مدنی عفی عنہ

۱۷ رجمادی الثانی ۱۳۸۸ھ ۱۱ ر دسمبر ۱۹۶۸ء قاری منزل، رام پور

جناب محترم حکیم محمد یوسف صاحب الاعظمی۔ دامت الطافہ

ضبط تولید وقت کا ایک اہم مسئلہ ہے جس پر کچھ عرصہ سے موافق اور مخالف آراء ظاہر کی جاتی رہی ہیں اس سلسلہ میں مجھے بھی ہر نقطۂ خیال پر غور کرنے کا موقع ملا ہے اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں کافی دشواری نظر آرہی تھی کہ یکایک حضرت علامہ شاہ زید ابوالحسن صاحب فاروقی دہلوی کی کتاب "مسئلہ ضبط ولادت" میری نظر سے گزری جس کو میں نے بغور مطالعہ کیا اور رائے قائم کی۔

فاضل مصنف نے اس مسئلہ کو جو ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے (۱) عارضی ضبط تولید (۲) مستقل ضبط تولید۔ عارضی ضبط تولید کے ضمن میں جو صورتیں آتی ہیں ان سب کو مولانا نے عزل پر قیاس کیا ہے۔ جس میں وہ حق بجانب ہیں۔ جہاں تک دلائل اور استشہادات کا سوال ہے ان کو پیش کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے۔ نہایت قابلیت اور نیک نیتی کے ساتھ مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے جس کے لیے وہ لائق صد آفریں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے اس زمانے میں کسی مسئلہ کے صحیح رخ کو پیش کر دینا بڑی بات ہے۔

مستقل ضبط تولید میں نسبندی اور عمل جراحی کی صورت ہے۔ اختصاء پر اس کا قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا جیسا کہ فاضل مصنف نے لکھا ہے کیوں کہ اختصاء میں قوتِ رجولیت زائل ہو جاتی ہے اور نسبندی میں یہ بات نہیں ہے اور تغییر خلق اللہ سے تشبیہ دینی بھی درست

Marfat.com

نہیں معلوم ہوتی۔ جراحیات کے اس دور میں ایسی تبدیلیوں کی مثالیں بہت ملتی ہیں موتیا بند میں آنکھ کا عدسہ (دان) نکال لیا جاتا ہے کسی وقت ایک گردہ کو زائل کر دیا جاتا ہے کبھی ایک پھیپھڑے کو مفلوج و بے کار کر دیا جاتا ہے۔ آنتوں میں زائدہ (ٹبھاؤ) کو نہ صرف بیماری کی حالت میں بلکہ تندرستی میں بطور حفظ ماتقدم کٹوا دیا جاتا ہے کسی نے بھی ان کو تغیر خلق اللہ قرار دینے کی کوشش نہیں کی ہے۔ یہی صورت نسبندی اور عمل جراحی کی ہے۔ اس کو ہم مصنوعی عقم کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ نسبندی میں مستقل ضبط تولید قائم نہیں رہتی۔ ماہرین نے اس کے دوبارہ اصلاح کا طریقہ ایجاد کر لیا ہے۔ عورتوں میں عمل جراحی اسی وقت کرنا چاہیے جب شدید ضرورت پیش آئے۔

جبر واکراہ نہ ہو اور ضرورت لاحق ہو تو ان صورتوں کا اختیار کرنا جائز ہے یہی بات حضرت مولانا نے کہی ہے اور میں ان کی رائے سے متفق ہوں۔ انھوں نے مسئلہ کو شرعی نقطہ نظر سے حل کرنے کی کوشش کی ہے اس کی حیثیت انفرادی ہے۔ اجتماعی اور سیاسی نہیں ہے مولانا نے مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر بحث کر کے علماء امت کو دعوت فکر دی ہے ان کا یہ کارنامہ دین کی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے۔

یوسف الاعظمی

کامل، فاضل، بی۔ اے۔ ڈی۔ آئی۔ ایم ایس (علیگ)

۱۵ ستمبر ۱۹۶۸ء

مصطفےٰ آباد۔ اعظم گڈھ

جناب حکیم مولوی خلیل الرحمٰن فخری بہاری۔ دامت مکارمہ

میں نے رسالہ "مسئلہ ضبط ولادت" اور اس پر جناب حکیم محمد یوسف الاعظمی صاحب کا تبصرہ پڑھا۔ میں حکیم صاحب کی رائے سے کامل اتفاق رکھتا ہوں۔

احقر حکیم مولوی خلیل الرحمٰن فخری۔ بہاری

۱۸ ستمبر ۱۹۶۸ء

ندیسر۔ بنارس

جناب علامہ سید اخلاق حسین صاحب دہلوی۔ دامت مکارمہ

دلی کے نامور عالم و درویش حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید صاحب مدظلہ العالی نے

Marfat.com

"مسئلہ ضبط ولادت" کے استفسار کا جواب نہایت تحقیق اور خوش اسلوبی سے قلم بند فرمایا ہے جس سے مطالعہ کی وسعت۔ رائے کی اصابت اور اسلوبِ تدوین کی ہمہ گیری مُونہہ سے بڑی بول رہی ہے۔

یہ مسئلہ فقہی اور مختلف فیہ ہے۔ حضرت مولانا کی نظر دونوں پہلوؤں پر رہی ہے اور سیر حاصل معلومات فراہم فرمادی ہیں۔ دوران بیان میں جو نکات زیر بحث آ گئے ہیں وہ مسئلے کی جان ہیں۔ بڑی بالغ النظری سے ان کی صراحت فرمادی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے علمائے سلف کے پیش نظر کیا کیا کچھ تھا۔ حتیٰ کہ انھوں نے ان مسائل کو بھی سلجھا دیا ہے۔ جو تازہ بہ تازہ نو بہ نو سمجھے جاتے ہیں۔ بہر حال حضرت مولانا نے وقت کی اہم ضرورت کو بڑی خوبی سے سرانجام فرمایا ہے جس کے لیے وہ لائق صد تحسین و شکریہ ہیں۔

نسبندی جامع ہے کیفیت اختصا و عزل کی۔ افزائش نسل سے دائمی محرومی اختصا سے اور مردانہ صلاحیت کی بحالی عزل سے علاقہ رکھتی ہے۔ مسئلہ کو واضح طور پر سمجھ لینے کے بعد ہر کوئی بہ آسانی رائے قائم کرسکتا ہے۔

حضرت مولانا نے نسبندی کی اس تحریک سے جس کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے اس معذرت کے ساتھ پہلو تہی اور دست کشی اختیار کی ہے۔

"آج کل کی اصطلاح میں اس مسئلہ کو معیشت و معاشرت میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ایسے جدید سیاسی و اجتماعی مسائل ہیں اس عاجز گوشہ نشیں شخص کے لیے اظہار رائے کرنا دشوار ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں ان علمائے کرام کی طرف رجوع کرنا چاہیے جو ایسی اسکیموں اور تحریکوں کی غرض اور غایت کو سمجھتے ہیں .... ایسے سیاسی و اجتماعی مسائل میں یہ عاجز خود ان حضرات کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان کی رائے سے اتفاق کرتا ہے کیوں کہ مقصد اور غرض اور حالت کے بدلنے سے احکام میں تبدیلی آجاتی ہے۔"

مسئلہ کی نوعیت اجتماعی بھی ہے اور انفرادی بھی اور حضرت مولانا نے انفرادی حیثیت سے بحث کی ہے۔ کسی دوا کی اباحت مسلم لیکن دی اسی کو جائے گی جس کو راس آسکتی ہے مختلف فیہ ہونے کی بنا پر فسق کا حکم لگانے میں پوری احتیاط برتنی ہو گی۔ عوام کو غلو سے محترز

Marfat.com

اور زبان پر قابو رکھنا ہوگا۔ ورنہ وہ خطرہ میں پڑ جائیں گے۔

حضرت مولانا نے بڑا کرم فرمایا کہ ناساز گار حالات کے باوجود بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے بلکہ بڑی جسارت سے مسئلے کے ہر پہلو کو جامعیت کے ساتھ واضح فرما دیا۔ جو وقت کی اہم ضرورت تھی اور کسی کو تاریکی میں رہنے نہ دیا اس باب میں حضرت مولانا کی یہ تحقیق بلاشبہ لائقِ صد مبارک باد ہے۔ میں حرف حرف اس تحقیق سے متفق اور اس کی تائید کرتا ہوں اللہ پاک جزائے خیر عنایت فرمائے آمین ثم آمین اور مخلوق کو راہ حق کی توفیق عطا فرمائے۔

نیازمند۔ اخلاق حسین دہلوی غفرلہٗ

۲۲ ستمبر ۱۹۶۸ء

لال محل۔ بستی حضرت نظام الدین اولیاء دہلی

جناب حکیم محمد انوار احمد خاں صاحب شروانی۔ دامت الطافہم

میں نے رسالہ "مسئلہ ضبط ولادت"، مولفہ محترم علامہ شاہ زید ابوالحسن صاحب مدظلہ کو کافی توجہ کے ساتھ مطالعہ کیا اور بعض مقامات پر لوگوں سے تبادلہ خیال بھی کرنے کا موقعہ ملا مخالف اور موافق رائیں سامنے آتی رہیں۔ بہر نوع اس سلسلہ میں حسب استعداد میں جس نتیجہ پر پہنچا ہوں حسب ذیل ہے۔

متعلقہ مسائل کے سلسلے میں رطب ویابس کو جس شرح وبسط اور میانہ روی کے ساتھ حل کیا گیا ہے وہ نہ صرف قابلِ قدر ہے بلکہ وسعتِ نظر وتفکر اور تبحرِ علمی کی ایک زندہ مثال ہے۔ مسئلہ کی نزاکت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے سلجھانے میں جو دلائل وشواہد اور براہین قاطعہ پیش کیے گئے ہیں وہ قابل تقلید ہیں۔

میرے نزدیک اصل مسئلہ کی نوعیت کو اس قدر زیادہ بہتر طریقہ پر صاف کر دیا گیا ہے کہ معمولی تعلیم یافتہ عوام اس رسالہ کی روشنی میں مذہبی طریقہ پر اپنے حالات کے مطابق بسلسلہ نسبندی لینے کے لئے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ خود حاصل کر سکتے ہیں۔

اس عالمانہ تحریر کو مکرر سہ کرر پڑھنے کے بعد میری ذاتی رائے یہ ہے کہ نسبندی کی اسکیم کو نہ تو کلیتاً ناجائز اور حرام قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی عام طریقہ پر جائز کہا جا سکتا ہے۔ موقع محل، اور حالات کے اعتبار سے مذہبی طریقہ پر اس کا فیصلہ کیا جانا زیادہ بہتر ہوگا۔ مسئلہ ضبطِ ولادت میں مولانائے محترم مدظلہٗ کی یہ مبصرانہ فکر وتحقیق ایک مسعود ومبارک علمی خدمت ہے اللہ جل شانہ اپنے فضل سے اس کو شرف قبول عطا فرمائے اور مولانائے محترم کو اجر عنایت کرے۔ آمین۔

۱۰ نومبر ۱۹۶۸ء

احقر العباد حکیم محمد انوار احمد سروانی علی گڑھ

Marfat.com

عرضِ ناشر

یہ رسالہ "مسئلہ ضبطِ ولادت" اگست ۱۹۶۸ئہ میں پہلی مرتبہ طبع ہوا اور ہند و بیرون ہند کے تقریباً تین سو علمار کرام اور اہل نظر حضرات کی خدمت میں ارسال کیا گیا۔ مقصد یہ تھا کہ اس مسئلہ کا صحیح شرعی حل معلوم ہو سکے۔

خدا کا شکر ہے کہ عام طور پر اہل علم نے حقیر ناشر کی اس کوشش کو پسند فرمایا اور بعض حضرات نے اس کا پُر تپاک خیر مقدم کرتے ہوئے اپنی گرانقدر آرا اور مفید مشوروں سے مستفید ہونے کا موقع عنایت کیا۔ میں ان جملہ بزرگوں کا بصمیم قلب شکر گزار ہوں۔ ان میں سے چند حضرات کی بلند پایہ آرا زیر نظر دوسرے ایڈیشن میں شائع کی جا رہی ہیں۔

بعض حضرات نے سیاسی اعتبار سے ضبطِ ولادت کے بعض طریقوں کی مخالفت کی ہے لیکن مسئلہ کا یہ پہلو اس رسالہ میں خارج از بحث ہے خارج از بحث امور کا ذکر نامناسب نہیں۔

رسالہ کے فاضل مؤلف حضرت شاہ زید ابو الحسن فاروقی مدظلہ العالی نے خالص فقہی نقطۂ نظر سے مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر پہلے بھی سیر حاصل بحث کی تھی اور اب بعض اہل علم کی اختلافی آرار کے پیش نظر موصوف سے میری گفتگو ہوئی تو انھوں نے انتہائی وسیع النظری کے ساتھ اختلافات کو رفع کرنے کے لیے مسئلہ کو ائمہ احناف کی کتابوں سے بیان کرنے کی سعی فرمائی جو رسالہ کے آخر میں تتمہ کے نام سے شامل ہے۔

آپ نے مستند فقہی کتابوں سے مسئلہ کو واضح کر دیا ہے۔

حقیر راقم الحروف کے معروضہ پر حضرت مؤلف نے ضبطِ ولادت کے اہم اور پیچیدہ مسئلہ کی تشریح میں جو دادِ تحقیق دی ہے وہ لائق صد ستائش ہے۔ الحمد للہ کہ یہ معرکۃ الآراء مسئلہ اپنی گوناگوں پیچیدگیوں کے باوجود حضرت مؤلف کی سعی بلیغ سے اب بہت صاف اور منقح ہو کر سامنے آگیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مولف کا یہ علمی و تحقیقی کارنامہ بلاشبہ ایک عظیم دینی خدمت ہے حکومت یا حکومت کے کسی سرکاری یا نیم سرکاری ادارہ سے اس رسالے کا ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے بلاوجہ حضرت مولف اور اس رسالہ کے بارے میں بدگمانیاں پھیلانے کی کوشش کی اور عوام کو بہکایا کہ یہ رسالہ خاندانی منصوبہ بندی اسکیم کے زیر اثر حکومت کی ایماء پر لکھا گیا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

حال ہی میں ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس ملیشیا میں منعقد ہوئی اس کانفرنس میں بعض اہم اسلامی مسائل کے بارے میں جو قرار دادیں عالمی سطح پر منظور کی گئیں۔ ان میں خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق بھی ایک قرار داد شامل ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔

"خاندانی منصوبہ بندی کا اصل مقصد سماج کی خدمت اور اس کا معیار زندگی بلند کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ خاندان میں مناسب حد تک توسیع ہونا چاہیے۔ البتہ مخصوص انفرادی یا معاشی حالات میں والدین کو اپنے بچوں کی تعداد پر تحدید کا حق ہونا چاہیے"

میں سمجھتا ہوں کہ جن مخصوص انفرادی یا معاشی حالات میں بچوں کی تعداد پر تحدید کا حق اسلامی کانفرنس نے تسلیم کیا ہے۔ فاضل مولف نے اُن ہی حالات اور ضروریات کے پیش نظر ضبطِ ولادت کے جائز طریقوں کو شریعت اسلامی کی روشنی میں عالمانہ اور محققانہ انداز میں پیش کیا ہے۔

خادم دین مبین

سید نظام الدین احمد کاظمی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

Marfat.com

عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے بہترین کتب

تحقیق مسئلہ رفع یدین

مصنف: حضرت مولانا محمد ہاشم سندھی رحمتہ اللہ علیہ۔ ترجمہ: علامہ محمد عباس رضوی

ترک رفع یدین پر زبردست تحقیقی کتاب۔ حاشیہ میں تمام اعتراضات کے جوابات

تتمہ میں قائلین رفع یدین کے تمام دلائل کا علمی اور تحقیقی رد

صفحات 184 رنگین ٹائٹل قیمت 65 روپے

دور صحابہ میں ایصال ثواب کی مختلف صورتیں

تصنیف: ملک العلماء حضرت مولانا محمد ظفر الدین قادری رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ امام احمد رضا خاں قادری رحمتہ اللہ علیہ

ایصال ثواب کے موضوع پر جامع اور علمی و تحقیقی کتاب۔ جس میں دور صحابہ و تابعین میں مروجہ ایصال ثواب کی مختلف صورتوں کا بیان ہے۔ حوالہ جات سے مزین ایسی کتاب جسے پڑھ کر اہل انصاف کے لیے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

صفحات 200 خوبصورت رنگین ٹائٹل قیمت 65 روپے

Marfat.com

ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ شرک نہیں

مصنفین:۔"علامہ امام محمد زاہد الکوثری رحمتہ اللہ علیہ' فضیلتہ الشیخ السید محمد بن علوی مالکی دامت برکاتہم العالیہ' حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنی بارگاہ میں وسیلہ پکڑنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ اعمال کی صورت میں ہو یا ذوات کی صورت میں یہی وجہ ہے صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت انبیاء وصلحاء خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کی ذات اقدس کو وسیلہ بناتے چلے آ رہے ہیں۔ کچھ اہل بدعت نے اس دور میں ظلم کرتے ہوئے اس عمل کو شرک و بدعت قرار دے دیا۔ اس بدعقیدگی اور جہالت کے خلاف جن اہل علم نے لکھا ان میں امام علامہ محمد زاہد الکوثری رحمتہ اللہ علیہ' فضیلتہ الشیخ السید محمد بن علوی مالکی دامت برکاتہم العالیہ (جو کہ حجاز مقدس کے بہت بڑے عالم دین ہیں) حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نام شامل ہیں۔ وسیلہ کے موضوع پر ان جلیل القدر علماء کی تحریروں کی اشاعت صفہ پبلی کیشنز لاہور کے حصے میں آئی ہے۔

خوبصورت ٹائٹل　　صفحات 200　قیمت 65 روپے

نعل پاک حضور ﷺ

تصنیف: امام ابوالیمن عبدالصمد بن عساکر رحمتہ اللہ علیہ۔ ترجمہ: مفتی محمد خان قادری

حضور پاک ﷺ کی نعل پاک پر متعدد اہل علم نے لکھا ہے اس موضوع پر امام ابوالیمن عبدالصمد بن عساکر رحمتہ اللہ علیہ المتوفی ۶۸۶ھ کی کتاب "جز تمثال نعل النبی" دارالمدینہ المنورہ شیخ حسین محمد علی شکری کی تحقیق سے منظر عام پر آئی ہے جس کا اردو ترجمہ

Marfat.com

محقق عصر مفتی محمد خان قادری نے کیا ہے۔ صفہ پبلی کیشنز لاہور نے ترجمہ کے ساتھ اصلی عربی کتاب بھی شامل اشاعت کردی ہے تاکہ عوام الناس اور اہل علم دونوں فائدہ اٹھاسکیں۔

خوبصورت ٹائٹل صفحات 65 قیمت 20 روپے

مکتوبات غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: قاضی محمد حمید فضلی

''کلمات طیبات'' حضرت ابوالخیر محمد بن احمد مراد آبادی' فاروقی نقشبندی کی تصنیف ہے (جوکہ حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی کے مرید تھے) یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مراد آباد سے شائع ہوئی تھی جس میں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شامل تھے ان مکاتیب میں سے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کا ترجمہ محترم قاضی محمد حمید فضلی (مدیر ماہنامہ فیض شیر گڑھ) نے کیا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل صفحات 135 قیمت 40 روپے

شیخ سید یوسف ہاشم رفاعی کا علماء نجد کے نام اہم پیغام

تصنیف: فضیلۃ الشیخ السید یوسف ہاشم الرفاعی دامت برکاتہم العالیہ

ترجمہ: ابوعثمان قادری

حرمین شریفین اسلام اور مسلمانوں کا مشترکہ مرکز ہیں وہاں کے مبارک آثار ....

Marfat.com

مسلمانوں کے ایمانی جذبات ہی وابستہ نہیں بلکہ وہ تاریخ اسلام کا بھی حصہ ہیں۔ افسوس وہاں کے چند اہل علم نے شرک وبدعت کے نام پر ان آثار کو مٹانا شروع کر رکھا ہے حالانکہ تیرہ صدیوں سے یہ آثار محفوظ چلے آرہے تھے ان چیزوں کی نشاندہی شیخ رفاعی نے اپنے خط میں کی ہے بلاشک وشبہ انہوں نے اس خط میں سارے عالم اسلام کی ترجمانی کی ہے۔

خوبصورت ٹائٹل ، صفحات 64 قیمت 20 روپے

ملنے کا پتہ

صفہ پبلی کیشنز
اسماعیل سنٹر 109۔ چیٹر جی روڈ اردو بازار لاہور فون: 7324210-7246101

Marfat.com

Marfat.com

عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے بہترین کتب

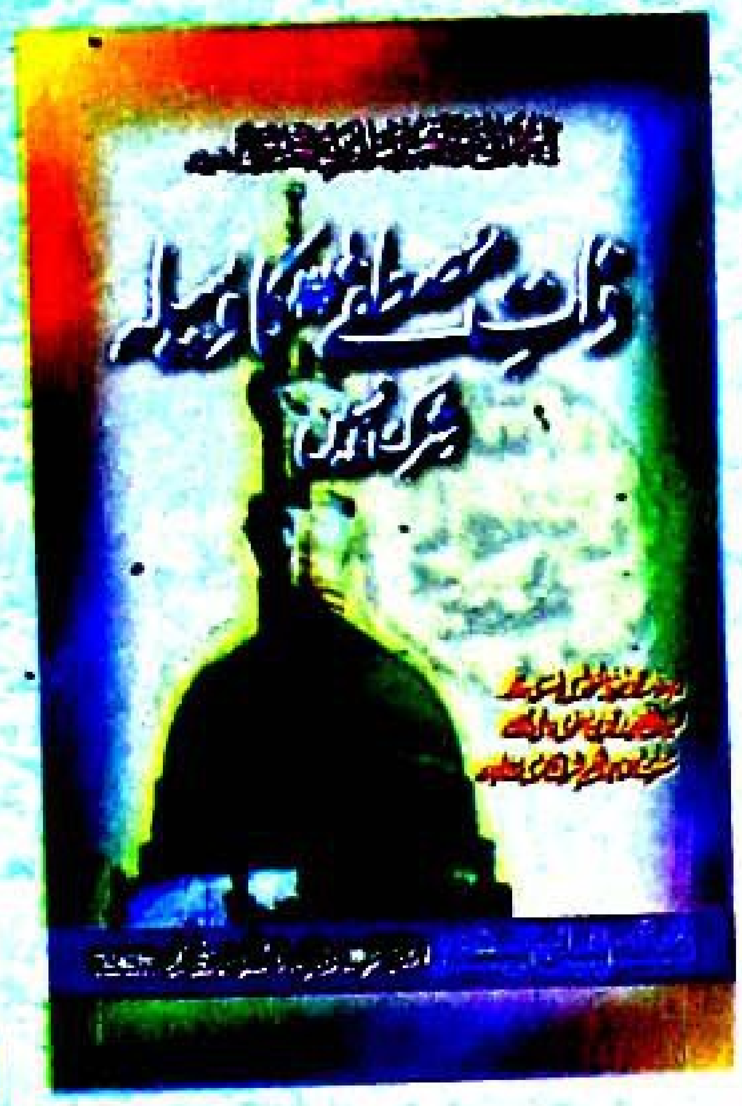

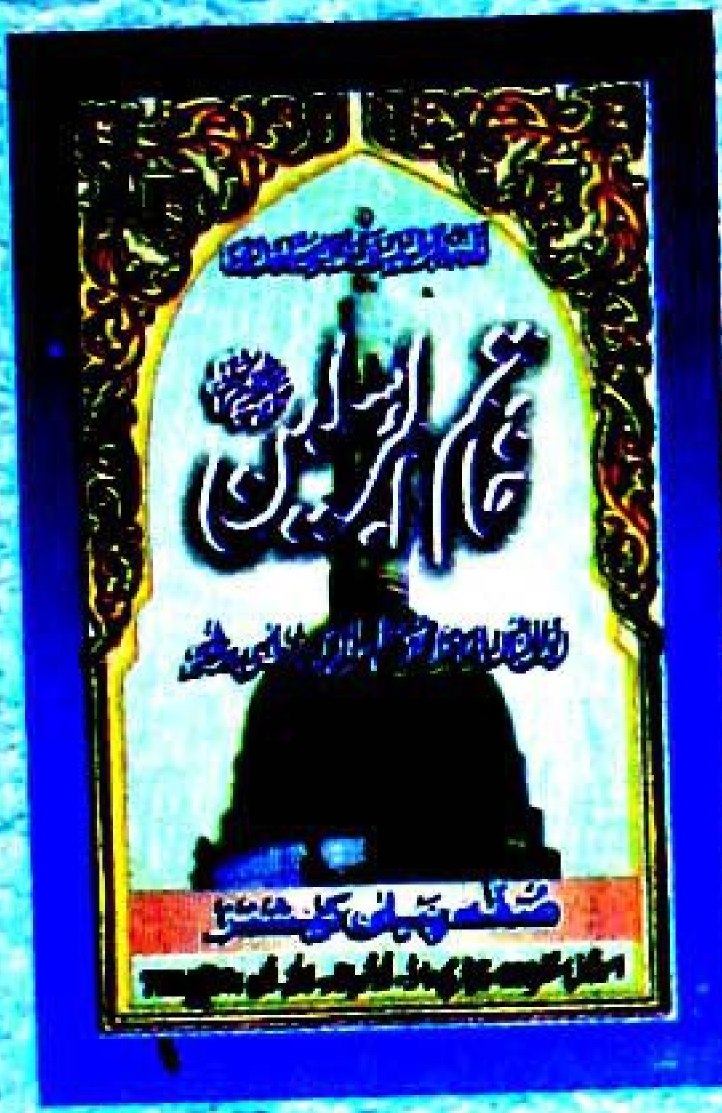

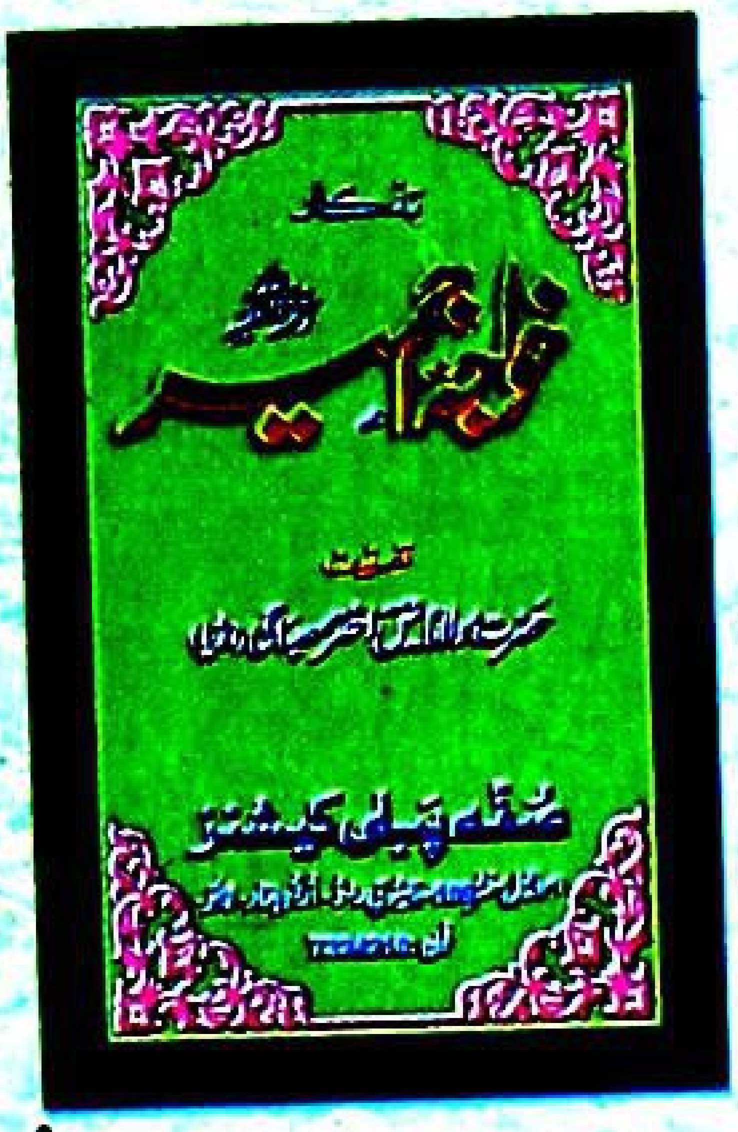

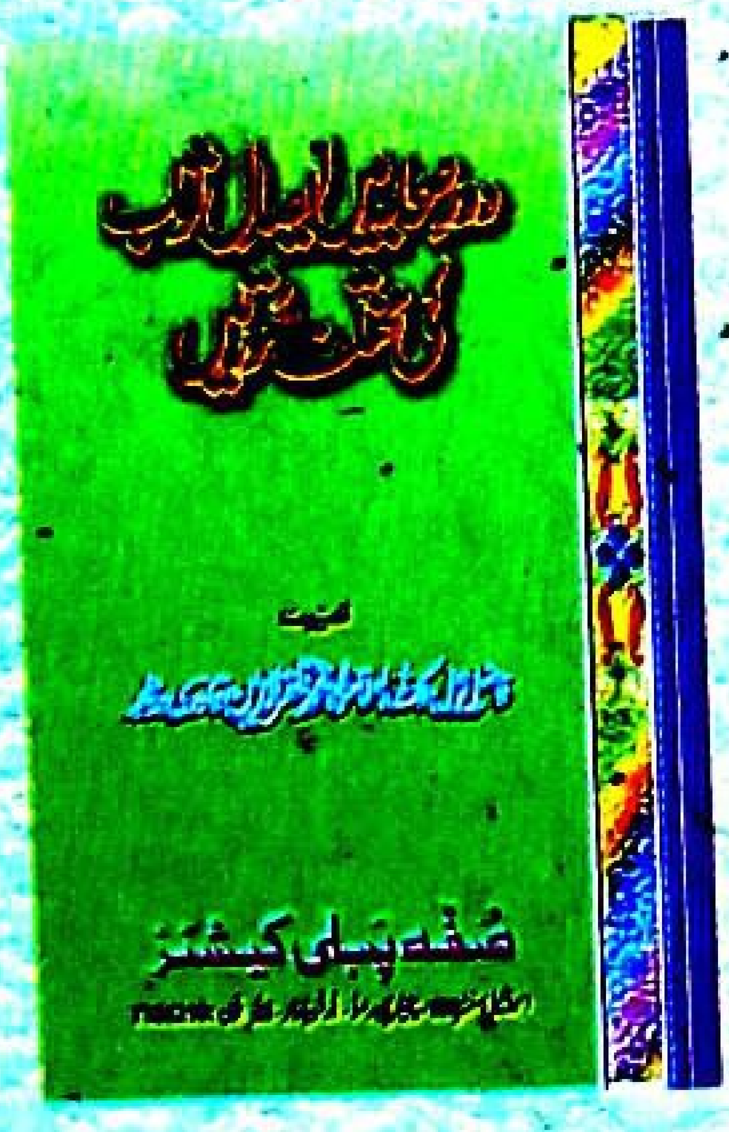

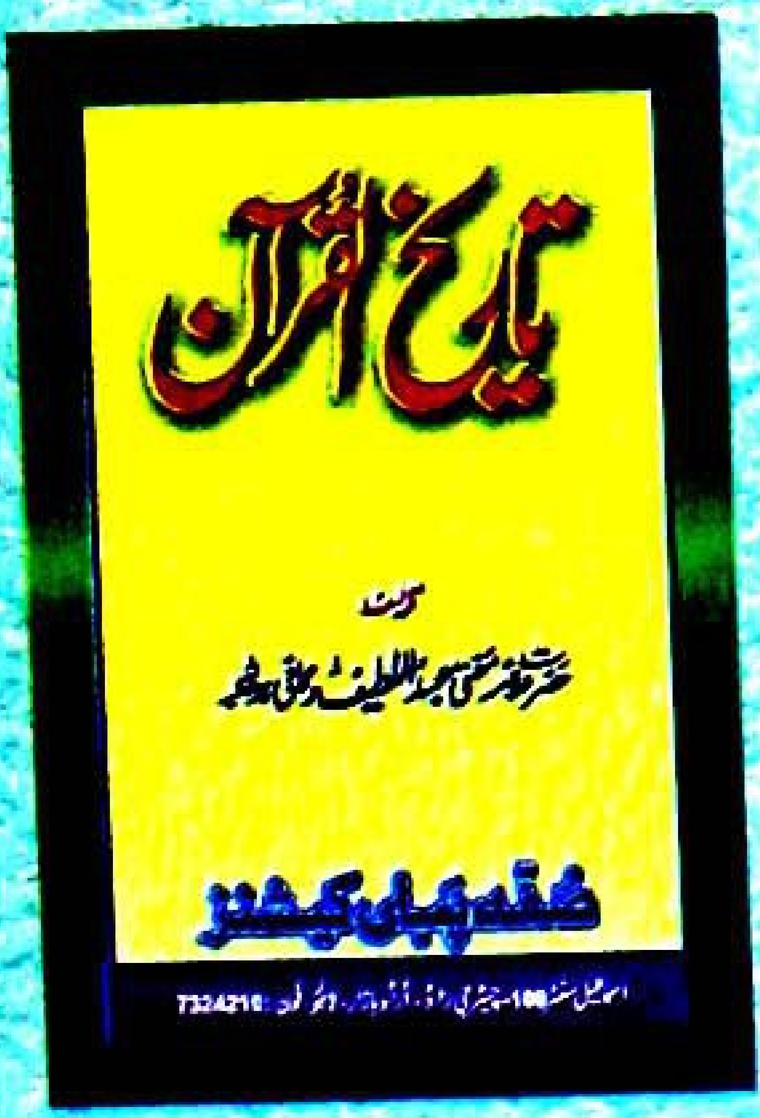

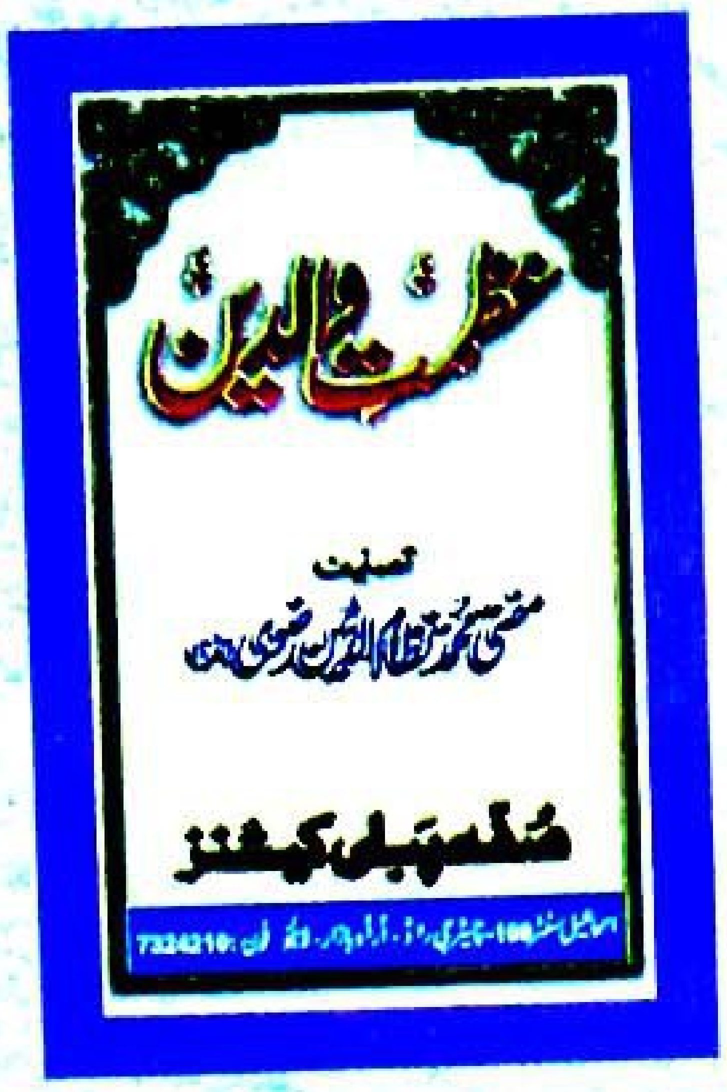

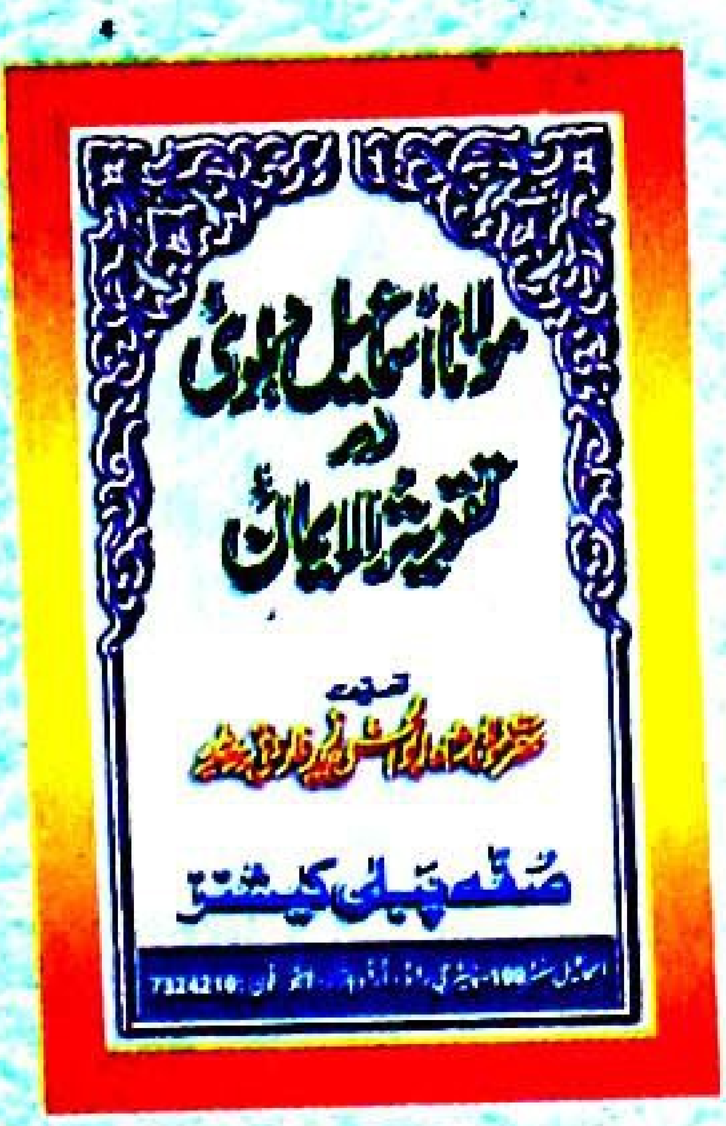

Marfat.com